Regd No. D. 67

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالکِ غیر
۷-۵۰ روپے

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ || ۳۱ امان ۱۳۳۹ ہش || ۳ شوال ۱۳۷۹ھ || ۳۱ مارچ ۱۹۶۰ء || نمبر ۱۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ مارچ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ

حضرت اقدس کی طبیعت قریباً پہلے جیسی ہے البتہ خفیف سا افاقہ ہے۔

احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے اور کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۲۹ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں صاحبزادہ صاحب موصوف مورخہ ۲۴ کو رات آٹھ بجے کی گاڑی پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔ الحمدللہ۔

— کل درس القرآن کے اختتام پر مسجد اقصیٰ میں اجتماعی دعا ہوئی اور کل عید سعید کی تقریب مسنون طریق سے منائی گئی۔ نماز عید محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھائی۔

(تفصیل اندر ملاحظہ فرمائیں)

احمدی جماعت کے مرکز "ربوہ" میں چند گھنٹے

از جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی :-

اخبار بدر کی ایک گذشتہ اشاعت میں ایک نوٹ سے احباب کرام معلوم کر چکے ہونگے کہ حال ہی میں جب جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے تو دورہ کے سلسلہ میں آپ احمدیہ جماعت کے دوسرے مرکز ربوہ میں بھی تشریف لے گئے۔ ذیل کا مضمون اسی سفر کے دلچسپ حالات و تاثرات پر مشتمل ہے۔ جو سردار صاحب موصوف نے اخبار بدر میں اشاعت کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ (ادارہ)

جب ریاست جاری ہوا اس وقت میں نہ تو احمدی جماعت کے کسی شخص سے واقف تھا اور نہ اس جماعت کے متعلق کوئی کسی قسم کی واقفیت ہی تھی۔ ریاست جاری ہونے کے بعد پہلے سال میں ہی افغانستان میں احمدی جماعت کے ایک مبلغ کو افغان گورنمنٹ کے حکم سے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اور اس بیچارے کا جرم صرف یہ تھا کہ یہ احمدی خیالات کی تبلیغ کرتا تھا۔ میں نے جب یہ اطلاع روزانہ اخبارات میں پڑھی تو میرے جسم میں ایک کپکپی سی پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں جب بھی ظلم ہوتا دیکھتا ہوں تو میرا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ اس اطلاع کو سن کر میں نے افغان گورنمنٹ اور کنگ امان اللہ کے خلاف ایک سخت ایڈیٹوریل لکھا۔ اس ایڈیٹوریل لکھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند احمدی حضرات مجھے اصل واقعات بتلانے کے لئے میرے دفتر میں آئے۔ اور ادھر افغانستان کے قونصل جنرل مسٹر اکبر خاں ملے تاکہ وہ اپنی گورنمنٹ کی پوزیشن صاف کر سکیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی احمدی جماعت بھی ہے۔ جس کا شعار اپنے خیال کے مطابق اسلام کی تبلیغ ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر قادیان میں ہے۔ کیونکہ میں زندگی بھر ہی مذہبی حلقوں سے قطعی بے تعلق رہا۔

اس واقعہ کے بعد مجھے کبھی کبھی احمدی جماعت کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ اور اس جماعت کے کئی بزرگوں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں۔ مرحوم ڈاکٹر محمد اقبال کے حقیقی بھتیجے مسٹر اعجاز احمد جو ایک زمانہ میں دہلی میں سب جج تھے۔ اور میاں محمد صادق جو دہلی میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے سے دوستانہ تعلقات بھی رہے۔

احمدی جماعت کے لوگ جب کبھی ملے ان کی تبلیغی باتیں میرے لئے ناقابلِ برداشت حد تک ذہنی کوفت کا باعث ہوا کرتیں۔ کیونکہ میں فطرتاً مذہبی دنیا سے قطعی الگ رہنا پسند کرتا ہوں مگر ان لوگوں کے ذاتی کیریکٹر اور طبیعت کا بہت ہی مداح ہوں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ آج سے چند برس پہلے مجھے اپنے دفتر کے لئے جب کبھی کسی ایماندار شخص کی ضرورت ہوتی تو میں قادیان کے کسی دوست کو لکھتا کہ وہ اپنے ہاں سے کسی دیانتدار شخص کو ملازمت کے لئے بھیج دیں۔ کیونکہ میرا تجربہ تھا کہ دوسرے مذاہب کے لوگ تو خدا سے ڈرتے ہی نہیں مگر احمدی جماعت کے لوگ خدا سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے گھوڑا سایہ سے بدکتا ہے۔ اور خدا سے خوفزدہ ہونے کے باعث یہ بددیانت ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ میں نے دفتر ریاست میں کئی احمدی مقرر کئے۔ اور دفتر کے ان احمدی حضرات میں سے دو اصحاب کی زندگی کے واقعات تو مجھے اب تک یاد ہیں۔ ایک صاحب انشاء اللہ خاں اکونٹنٹ مقرر کئے گئے۔ جو کئی برس دفتر "ریاست" میں رہے اور آجکل پاکستان کی کسی بہت بڑی فرم میں آڈیٹر ہیں۔ یہ مسٹر انشاء اللہ خاں کبھی دفتر کی بغیر حکمت کے پوسٹ کارڈ بھی استعمال نہ کرتے۔ اور اگر

کوئی ضرورت ہوتی تو ڈاکخانہ سے پوسٹ کارڈ منگا کر لکھتے۔ اور دوسرے صاحب کا مجھے نام یاد نہیں۔ یہ لڑکا بہت ہی شریف اور نیک تھا یہ دفتر سے کچھ روپیہ ایڈوانس لیتا رہا۔ اس کے ذمہ کچھ روپیہ باقی تھا تو یہ دفتر سے غائب ہو گیا۔ کچھ پتہ نہ تھا کہ یہ کہاں ہے۔ چھ ماہ کے بعد اس کا منی آرڈر اور خط پہنچا جس میں اس نے لکھا کہ وہ ذاتی حالات سے مجبور ہو کر چلا آیا اور وہ رقم واپس کی جاتی ہے۔ جو اس کے ذمہ ماہوار ایڈوانس تھی۔ اس کا ایسا کرنا اس کے بلند کیریکٹر کا ثبوت تھا ورنہ راقم الحروف کو نہ تو وہ رقم یاد تھی اور نہ اس کا کوئی پتہ ہی معلوم تھا۔

احمدیوں اور راقم الحروف سے تعلقات صرف اس حد تک جاری تھے۔ کیونکہ مجھے آج تک کبھی قادیان جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ میری ہمیشہ خواہش رہی کہ یہاں کے ہیڈ کوارٹر کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ ان معمولی تعلقات کی موجودگی میں احمدی حضرات کئی بار ظلم کا شکار ہوئے اور "ریاست" نے اس ظلم کے خلاف آواز پیدا کرنا اپنا فرض اور ایمان سمجھا کیونکہ "ریاست" ظلم کے خلاف آواز پیدا کرنے کے لئے عالم وجود میں آیا اور الحمدللہ ہے کہ وہ اپنے آخری لمحوں تک اپنے اس شعار پر قائم رہا۔ چنانچہ جوں جوں ان پر کئے جا رہے مظالم کے خلاف "ریاست" میں آواز پیدا کی جاتی رہی "ریاست" اور ان کے درمیان اخلاص کے تعلقات زیادہ ہوتے چلے گئے۔ ان کے بعض ایڈووکیٹ خط و کتابت بھی ہوا کرتی۔ اور میری خواہش تھی کہ اگر میں کبھی پاکستان جاؤں تو اس نئی آبادی ربوہ کو بھی دیکھوں جہاں کہ یہ لوگ قادیان سے تباہ ہو کر بطور مہاجر آباد ہوئے ہیں۔ میں نے جب پاکستان جانے کا قصد کیا تو دوسرے دوستوں کے علاوہ ایک احمدی بزرگ گیانی عباد اللہ جو سکھ مذہب اور سکھ تاریخ پر ایک اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں کو بھی لکھا کہ اگر ممکن ہوا اور میں گوجرانوالہ اور اپنے سابق وطن حافظ آباد گیا تو دو تین گھنٹہ کے لئے ربوہ بھی آؤں گا۔ کیونکہ سینڈری بھٹیاں کے راستہ حافظ آباد سے ربوہ زیادہ دور نہیں۔

میں ۱۰ فروری کی رات کو پاکستان کے لئے دہلی سے روانہ ہوا اور ۱۲ کی دوپہر کو لاہور پہنچا۔ تو ۲۳ فروری کو گیانی عباد اللہ مجھ سے ملنے کے لئے لاہور نیڈو ہوٹل میں آ گئے۔ اور ان کی یہ خواہش تھی کہ میں ان کے ساتھ ربوہ چلوں۔ مگر میں نے کہا کہ میں کراچی جا رہا ہوں۔ وہاں سے واپس ہوتے کے بعد ربوہ ضرور آؤں گا۔ میرے پاکستان کے دورہ کے حالات بہت ہی طویل اور دلچسپ ہیں۔ جو اس اخبار کے دس پندرہ صفحات سے کم جگہ میں نہیں آ سکتے۔ اس لئے میں ان حالات میں سے اب صرف وہ لکھتا ہوں جن کا تعلق احمدی جماعت کے دوستوں سے ہے۔ میں جب کبھی بمبئی، کلکتہ یا کسی دوسرے شہر میں جاتا ہوں تو کوشش کرتا ہوں کہ میری موجودگی کا میرے دوستوں کو علم نہ ہو اور میں آزادانہ تمام دوستوں سے مل سکتا ہوں۔ چنانچہ میں جب کراچی پہنچا تو میں نے انتظام کیا تھا کہ میں ایسی جگہ قیام کروں جس کا کسی کو علم نہ ہو۔ کیونکہ وہاں سے حضرت جوش ملیح آبادی وغیرہ دوستوں نے زور دیا تھا کہ میں جب کبھی وہاں جاؤں تو ان کے ہاں قیام کروں۔ لیکن میں ایک پوشیدہ جگہ پر قیام کرنے کے بعد پہلے روز حضرت جوش صاحب اور جناب احسان دانش سے ملنے گیا۔ (باقی صفحہ ۔۔ پر)

یوم مسیح موعود کی مبارک تقریب پر

قادیان میں سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسہ

(از مکرم بھائی اللہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

قادیان ۲۳ مارچ ۱۹۶۰ء یوم مسیح موعود کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے آج ٹھیک نو بجے صبح مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں اور مقامی درویشان کی بڑی جمعیت نے جلسہ کی رونق بڑھائی اور دلچسپی سے تقاریر سنیں۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو مکرم حافظ الہ دین صاحب نے کی۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ محترم صدر جلسہ نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بمقام لدھیانہ حضرت منشی احمد جان صاحب کے مکان پر بیعت لینی شروع کی۔ اور اس طرح اس مبارک روز جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اسی سلسلہ میں آج کا یہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

پہلی تقریر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ اور ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا کہ جب دنیا میں کھلی کھلی گمراہی اور ضلالت پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول کے رنگ میں "بینۃ" ظاہر کی جاتی ہے۔ اور اس طریق سے ضلالت کا قلع قمع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھی اس زمانہ میں زمین اللہ تعالےٰ کے انوار و برکات سے چمک اٹھی لیکن ایک لمبا عرصہ گذر جانے پر جب خود مسلمان کہلانے والے

اور مسلمان علم سے دور ہو گئے جیسا کہ ...
گمراہی و ضلالت کی ظلمات میں پڑ گئے تب اللہ تعالےٰ نے تکمیل ہدایت و اشاعت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ مکرم مولوی صاحب نے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی بداعمالی کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تحریرات سے اقتباسات پیش کر کے مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض کو واضح کیا۔ اور بتایا کہ آپ اسلئے مبعوث ہوئے تھے تاکہ توحید الٰہی کو قائم کیا جائے۔ لوگوں کے مشرکانہ عقائد و اعمال کی اصلاح کر کے ان کا تعلق ان کے خالق سے مضبوط کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخصوص تعلیم

دوسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخصوص تعلیم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے آغاز تقریر میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض احیاء دین اور قیام شریعت اسلام ہے آنحضرت صلعم کے بعد حضور علیہ السلام کی پیشگوئیوں لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ الخ کے ماتحت جب خود مسلمانوں کا صحیح اسلامی تعلیم پر عمل نہ رہا اور قرآن مجید کے محض الفاظ باقی رہ گئے تو اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں اور بشارات کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے انسان کو انسانیت کے صحیح مقام سے آگاہ کیا اور اللہ تعالےٰ کی ہدایہ اور اس کی ہستی کو نشانات اور معجزات سے متعارف فرمایا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے متعدد ایسے اقتباسات سنائے جو حضور کی مبارک تعلیم پر مشتمل تھے۔ چنانچہ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تعلیم کا خلاصہ اور لب لباب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بیان فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی کامل اطاعت ہے۔ اور کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جملہ بانیان مذاہب کی عداوت و تکریم قائم فرمائی اور بتایا ہمارا ایمان ہے کہ تمام انبیاء اللہ تعالےٰ کے پاک اور مقدس انسان تھے۔ انسان کو اس کے صحیح درجہ سے متعارف کراتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمدردی خلق اللہ کو ضروری قرار دیا ہے اور متنبہ کیا ہے کہ اس کو چھوڑنے سے انسان وحشی اور درندہ بن جاتا ہے نیز ہمدردی کا یہ دائرہ اپنی قوم تک محدود نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ بلا لحاظ مذہب و ملت دنیا کی تمام قوموں سے ہمدردی ہونی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کو ہر ایک نیکی کی جڑ قرار دیا ہے اور محض ظاہری چیزوں پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے بیعت کی حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ فاضل مقرر نے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح سے طویل اقتباس سنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تعلیم ذہن نشین کرائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

تیسرے نمبر پر محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظر تعلیم و تربیت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشگوئیوں کے نشانات اس کثرت سے عطا فرمائے کہ حضورؑ خود تحریر فرماتے ہیں کہ اگر وہ بہت سے انبیاء پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

محترم حکیم صاحب نے وقت کے مطابق چند پیشگوئیوں کا ذکر نہایت فاضلانہ رنگ میں فرماتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فرمایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یعنی دور دراز سے کثرت سے لوگ تیرے پاس آئیں گے کہ تو گھبرا نہ جانا۔ اس پیشگوئی کے مقابل میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اعلان کیا کہ میں ایک شخص کو بھی قادیان نہ جانے دوں گا۔ چنانچہ اس غرض سے اس نے ایک استفتاء لکھ کر ہندوستان کے مشرق سے مغرب تک دورہ کیا۔ اور سینکڑوں علماء سے فتوے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف حاصل کئے کہ اس شخص سے ملنا اور اس کے ملنے والوں سے ملنا بھی سخت کفر کا موجب ہے۔ اور اس طرح سے مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر منہ کی کھائی۔

پھر حضرت مسیح موعود کا الہام تھا ؎

قادیاں کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے سب گرفتار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی نگوں سار ہو گئے

چنانچہ یہ الہام بھی کئی سال تک نہایت شان سے پورا ہو۔ اور ۱۹۰۷ء میں جلسہ مذاہب کے انعقاد کا انجام سامنے آیا۔

۱۸۹۶ء کے جلسہ مذاہب عالم میں حضورؑ کے مضمون کے غالب آنے کا ذکر کرتے ہوئے محترم حکیم صاحب نے فرمایا کہ جس طرح حضرت موعود علیہ السلام کے مناظرین کو شکست فاش ہوئی اسی طرح اس موقعہ پر حضور کو فتح نمایاں حاصل ہوئی اس کے متعلق قبل از وقت پیشگوئی شائع فرمائی کہ "مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا" چنانچہ تمام حاضرین کو اس امر کا اقرار کرنا پڑا کہ آپ کا مضمون سب سے بالا رہا اور صرف اسی مضمون کے لئے انتظامیہ کمیٹی کو جلسہ کا ایک دن بڑھانا پڑا۔

انبیاء اور نجومیوں رمالوں وغیرہم کی پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز کی وضاحت کرتے ہوئے محترم حکیم صاحب نے بتایا کہ خدا تعالےٰ سے علم پا کر انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں اپنے اور اپنی جماعت کے شاندار مستقبل کے متعلق عظیم الشان بشارتوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اور دشمنوں کے متعلق ہلاکت آفرین ہوتی ہیں۔ لیکن نجومیوں کو یہ بلند مقام کہاں نصیب۔ وہ نہ تو اپنے متعلق کوئی پیشگوئی کر سکتے ہیں نہ اپنے دشمنوں کے متعلق بلکہ وہ تو حالات حاضرہ کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے مطابق کچھ اندازے کی باتیں بتاتے ہیں جن میں نہ وہ شوکت ہوتی ہے اور نہ وہ عظمت جبکہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں دنیا میں ایک عظیم انقلاب کی خبر دیتی ہیں جو دنیا کے رجحان اور خیال کے بالکل مخالف ہوتی ہیں۔ اس کی مثال میں محترم حکیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی "پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہو گی" کا تفصیل سے ذکر کیا کہ کس طرح وہ مخالف حالات میں اپنی پوری شان سے پوری ہوئی۔

اس کے بعد مکرم میر رفیع احمد صاحب نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظم "رسول قادیانی" پرسوز آواز میں سنائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک اپنوں اور بیگانوں سے

بعدہٗ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلوک اپنوں اور بیگانوں سے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے آقا اور مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عشق اور حضور کے رنگ میں رنگین ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کا قول من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رانی پیش کیا۔ پھر فرمایا (باقی صفحہ ...)

خطبہ جمعہ

قربانی کی وہ روح اپنے اندر پیدا کرو جو الٰہی جماعتوں میں کارفرما ہوتی ہے

ہر احمدی میں ایسا جوشِ عمل ہونا چاہیئے کہ وہ دن رات خدمتِ دین کیلئے مستعد رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ر جولائی سنہ ۱۹۴۹ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میں اختصاراً جماعت کو

ایک اہم امر

کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ بات ایسی ہے کہ قادیان میں بھی میں دوستوں کو اس کی طرف متوجہ دلاتا رہا ہوں۔ اور ہجرت کے بعد بھی میں نے بارہا توجہ دلائی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جماعت اس مضمون کو پوری طرح سمجھ نہیں سکی۔ اور میں ڈرتا ہوں۔ کہ اگر اس طرف جلد توجہ نہ کی گئی۔ تو ممکن ہے۔ کہ قربانیوں کا وقت آنے پر بعض لوگ گر جائیں اور اپنے پہلے ایمان کو بھی کھو بیٹھیں۔

وہ بات یہ ہے

کہ الٰہی جماعتیں ہمیشہ ایک خاص رنگ میں ترقی کیا کرتی ہیں۔ اور آج تک اس میں ہمیں کوئی استثناء نظر نہیں آتا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضؓ جن حالات میں سے گزرے۔ اُن سے بھی ہم ناواقف نہیں۔ ان کے علاوہ باقی انبیاء جن کا ذکر قرآن کریم نے مختصراً کیا ہے یا نہیں کیا، اُن کے زمانے بھی ہمارے سامنے ہیں۔ یہ تمام کے تمام انبیاء ایسے تھے۔ جن کی جماعتیں ایک خاص رنگ کے

مصائب میں سے گذر کر

ترقی کے مقام کو پہنچیں۔ لیکن ہماری جماعت ابھی تک اس رنگ کے مصائب میں سے نہیں گذری دراصل اس میں ابتدائی زمانہ سے ہی کچھ ایسا عنصر آ گیا تھا۔ جس نے اسے بجائے ایک الٰہی جماعت سمجھنے کے سوسائیٹی اور انجمن سمجھ لیا۔ اور یہ خیال کر لیا۔ کہ جس طرح کسی خاص مقصد میں کامیابی حاصل کرنے اور ترقی حاصل کرنے کے لئے کسی انجمن یا سوسائیٹی میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح ہم بھی اس میں داخل ہو کر اپنے مقصد کو پالیں گے۔ اس سے زیادہ انہوں نے کوئی بات اپنے مدنظر نہ رکھی۔

مجھے خوب یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس موقعہ پر گھر میں کوئی اور آدمی بھی موجود تھا۔ یا نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہاں میرے سوا اور بھی کوئی ہو۔ کیونکہ میری عمر چھوٹی تھی اور اتنی اہم بات آپ نے صرف مجھے مخاطب کر کے نہیں کہی ہوگی۔ غالباً حضرت ام المومنینؓ یا حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحبؓ گھر میں موجود ہوں گے اور ان کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا ہماری جماعت میں

تین قسم کے لوگ

شامل ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہوں نے میرے دعوےٰ کو اچھی طرح سمجھا اور پھر مجھ پر دل سے ایمان لا کر جماعت میں داخل ہوئے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جنہیں مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن ظنی تھی انہوں نے جب آپ کے علم کا شہرہ سنا اور دیکھا کہ وہ اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ تو آپ کی نقل میں انہوں نے بھی میری بیعت کر لی۔ اور تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنہوں نے ہماری جماعت کو منظم اور کام کرنے والی دیکھا دوسرے مسلمانوں کا انہوں نے تجزیہ کیا تو ان میں کسی قسم کی زندگی اور بیداری نہ پائی۔ لیکن ہماری جماعت میں ایک

خاص قسم کا جوشِ عمل

انہیں نظر آیا اس لئے وہ اس میں داخل ہو گئے۔ وہ بھی ایمان کی وجہ سے اس جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے اسے حصول مقصد کے لئے ایک ذریعہ بنانا چاہا۔ حقیقت یہ ہے کہ خواہ دانستہ طور پر انہوں نے ایسا کیا۔ یا نادانستہ طور پر بہرحال ہماری جماعت میں شروع سے ہی کچھ ایسے لوگ شامل ہو گئے تھے جنہوں نے اسے ایک سوسائیٹی یا انجمن سمجھا۔ ان میں یہ حس ہی نہیں تھی۔ کہ الٰہی جماعتیں کس طرح تمام دنیا پر چھا جایا کرتی ہیں۔ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے جماعت کو

ایک معمولی سوسائٹی یا انجمن

سے زیادہ درجہ نہ دیا۔ اور سمجھ لیا کہ ہم نے جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ مثلاً ریڈ کراس سوسائیٹی ہے۔ وہ تمام دنیا پر غالب تو نہیں ہے لیکن تاہم اس کا کام تمام دنیا پر پھیلا ہوا ہے۔ لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہیں اور یہی ان کا مطمح نظر تھا اس کو حاصل کرتے ہی وہ لوگ کامیاب ہو گئے۔ اور سمجھ لیا کہ ہم نے اپنے مقصد کو پا لیا یا مثلاً سالویشن آرمی Salvation Army ہے۔ عیسائیوں کا یہ مقصد نہیں تھا۔ کہ دنیا کا اکثر حصہ اس میں داخل ہو جائے یا اس کے ذریعہ وہ دنیا کے اصول بدل ڈالیں کچھ لوگ اس میں داخل ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ ہم نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا ہے۔ یہی خیال تھا۔ جو ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں پایا جاتا تھا۔ وہ عنصر تو نکل گیا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ابھی تک جماعت کے بعض لوگوں نے جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے وہ درست نہیں اور جس طریق پر جماعت اب چل رہی ہے۔ اس سے ہم باقی دنیا کو اپنے ساتھ مل جانے پر مجبور نہیں کر سکتے اور ان پایاب اثر نہیں ڈال سکتے کہ وہ بھی ہمارے پیچھے چلیں

یہ سلسلہ سچا ہے

اور ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک وقت خدا تعالےٰ اس پر ایسے آئے گا۔ کہ تمام دنیا کی توجہ اس طرف پھر جائے گی اور وہ اس میں گروہ در گروہ داخل ہوں گے اور اس کے آثار نظر بھی آ رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ہم نے اس سلسلہ میں کیا کچھ کیا۔ ہم نے اس اہم مقصد کی طرف وہ توجہ نہیں دی جو ہمیں دینی چاہیئے تھی افغانستان میں ہمارے کچھ آدمی شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ہم نے اسے اس طرح چھوڑ دیا۔ گویا وہ علاقہ دنیا سے مٹ گیا ہے۔ حالانکہ الٰہی جماعتوں کا

یہ طریق ہوتا ہے

کہ اگر دشمن ان کے افراد کو مارنا چاہتا ہے تو وہ گھبراتے نہیں۔ وہ اپنے آپ کو موت کے لئے پیش کرتے چلے جاتے اور مرتے چلے جاتے ہیں۔ افغانستان میں اگر کچھ لوگ احمدی ہوئے تو وہ اتفاقی طور پر ہوئے ہیں۔ ورنہ ہم نے اس طرف سے اپنی توجہ بالکل پھیر لی ہے۔ اسی طرح بعض اور ملکوں میں بھی ہو رہا ہے۔ اگر ہم ایک مامور کی جماعت ہیں۔ جیسا کہ ہمارا دعوےٰ ہے تو یقیناً ایک وقت ایسا آئے گا جب دنیا ہمیں مٹا دینے کے درپے ہوگی۔ مگر جب ایسا وقت آئے گا۔ تو کیا وہ لوگ جو اپنی آمد کا ۱/۱۰ یا ۱/۸ یا ۱/۳ بھی چندہ کے طور پر نہیں دیتے۔ وہ اس وقت

احمدیت کی خاطر

اپنی سینکڑوں روپے کی آمد کو چھوڑ دیں گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کا

ایک تازہ رویاء

فرمودہ ۴ر مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

فرمایا:۔

"رات خواب میں دیکھا کہ اذان ہو رہی ہے۔ لیکن خواب میں آواز آئی تو اس وقت میری زبان پر یہ الفاظ قرآن مجید کے متعلق جاری ہوئے "عاقلاں را پیر کامل جاہلاں را راہ نما" اور میں نے دیکھا کہ میری آواز کے ساتھ کچھ اور لوگوں کی آواز مل کر ساری دنیا میں اس آواز کو پہنچا رہی ہے غالباً وہ سکھ تھے۔

آنکھ کھلی تو اذان ہو رہی تھی۔"

(الفضل ۴/۳/۶۰)

اگر اس وقت وہ سلسلہ کے لئے اپنی آمد کا ½ حصہ بھی دینے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہم ان پہ یہ امید کس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اس وقت احمدیت کے لئے سب کچھ قربان کر دیں گے میں دیکھتا ہوں کہ ابھی جماعت کے اکثر حصہ میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں وہ جوش عمل نہیں پایا جاتا جس کی الٰہی جماعتوں سے امید کی جاتی ہے۔ حالانکہ

الٰہی سلسلوں میں شامل ہونے والے

سب کے سب واقفین زندگی ہوا کرتے ہیں۔ وہ رات کو جب سونے لگتے ہیں تو اپنے دن بھر کے اعمال پر غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا رات ان پر ایمان کی حالت میں آئی ہے۔ اور پھر جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو دن بھر کے لئے ایک مذہبی پروگرام بناتے ہیں گویا ان کا دن اور رات دین کی خدمت میں گزرتا ہے۔ جب تک جماعت کے تمام دوستوں میں یہ روح پیدا نہ ہو جائے۔ وقت آنے پر وہ

قربانی کے لئے تیار

نہیں ہو سکتے۔ اور جب یہ روح پیدا ہو جائے گی اور ہم میں سے ہر فرد کا دن اور رات دین کے کاموں پر گزرے گا۔ تو یقیناً ہماری کامیابی میں کچھ بھی شبہ باقی نہیں رہے گا۔ میں نے پہلے بھی

کئی دفعہ سنایا ہے

کہ میں نے بچپن میں ایک کشتی خریدی۔ اگرچہ اسے تالا لگا دیا جاتا تھا۔ جونکہ ان دنوں تالے دیسی قسم کے پیچوں والے ہوتے تھے جو لکڑی سے کھول لئے جاتے تھے۔ اس لئے دوسرے لڑکے آسانی کے ساتھ کشتی کھول کر لے جاتے۔ اسے چلاتے اور اس میں چھلانگیں مارتے اور کودتے جس کی وجہ سے کشتی میں سوراخ ہو گئے اور پانی اندر آنا شروع ہو گیا۔ سوراخوں میں روئی ڈال ڈال کر بند کرنے کی کوشش کی جاتی۔ لیکن سوراخ اتنے بڑے اور کثیر تعداد میں تھے۔ کہ ان کا بند کرنا مشکل تھا۔ میں نے تنگ آ کر کچھ لڑکوں سے کہا کہ کسی طرح کشتی کھول کر لے جانے والوں کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ مدرسہ احمدیہ کا ایک لڑکا آیا۔ اور اس نے بتایا کہ کشتی کھول کر اسے چلا رہے ہیں۔

آپ آکر دیکھ لیں

وہ کشتی چھ سات آدمیوں کے لئے بنوائی گئی تھی۔ لیکن جب میں وہاں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ دس بارہ لڑکے بے تحاشا کشتی میں اس طرح کود رہے ہیں۔ جس طرح شتربان اونٹ کو کوٹتے ہیں۔ اور وہ اس کو بھی ایک ذرہ نہیں سمجھتے تھے انہیں ایسا کرتے دیکھ کر مجھے غصہ آیا۔ میں نے کچھ لڑکے دوڑائے۔ اور انہیں کہا کہ تمام راستے روک لو۔ یہ بھاگنے نہ پائیں۔ ایک طرف میں خود کھڑا ہو گیا۔ میں مدرسہ احمدیہ کی طرف تھا اور کشتی دوسری طرف تھی۔ وہ لڑکے گاؤں کے رہنے والے تھے۔ اور رئیس سے لوگ عموماً خوف کھاتے ہیں

وہ ڈر کے مارے بھاگے

اور جس طرف منہ آیا نکل گئے۔ اتفاق سے ان کا ایک رنگ لیڈر جو قصاب کا لڑکا تھا میری طرف ہی بھاگ آیا۔ وہ مجھ سے عمر میں بڑا تھا اور طاقت میں بھی مضبوط تھا۔ وہ چاہتا تو مجھے مار سکتا تھا۔ لیکن اس پر خوف طاری ہو گیا جس کی وجہ سے وہ اچانک مجھے دیکھ کر سہم گیا۔ میں دیوار کے پیچھے چھپ کر کھڑا تھا۔ وہ میرے پاس سے گزرا۔ تو میں نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن مارا نہیں

مجھے اپنے نفس پر قابو تھا

میرا ہاتھ اوپر اٹھا ہوا دیکھ کر اس کا ہاتھ یکدم اوپر اٹھا۔ جس کی وجہ سے میرا غصہ اور تیز ہو گیا۔ لیکن بعد میں اسے عقل آ گئی۔ اور اس نے ہاتھ نیچے گرا کر کہا اچھا جی اگر آپ مارنا چاہتے ہیں تو مار لیں۔ یہ میرے

بچپن کا واقعہ

ہے اور اب میری عمر ساٹھ برس کی ہے۔ لیکن اب بھی جب وہ واقعہ مجھے یاد آتا ہے۔ تو میرے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مارنا تو دور کی بات ہے۔ میں نے مارنے کے لئے صرف ہاتھ اٹھایا تھا۔ اور پھر اسے نیچے گرا لیا تھا۔ لیکن اب بھی وہ واقعہ مجھے یاد آ جائے تو شرم آتی ہے۔ اس لڑکے نے اپنا ہاتھ نیچے گرا لیا۔ تو میں نے شرمندگی کے ساتھ اپنی پیٹھ پھیری اور دوسری طرف نکل گیا۔ غرض مار کھانا بڑے حوصلہ کی بات ہے جو مارتے ہیں۔ وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف نہیں پھیر سکتے۔ مگر جو مار کھاتے ہیں۔ ان کی طرف دنیا کی توجہ پھر جاتی ہے۔ پس جماعت کو

یہ روح اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے

اگر جماعت کے دوست اپنے اندر یہ روح پیدا نہیں کریں گے۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ ایسے لوگ وقت آنے پر پیچھے رہ جانے والے ثابت ہوں گے۔ اور اپنے دلوں کو یہ تسلی دے لیں گے۔ کہ ہم دل سے تو احمدی ہی ہیں۔ لیکن جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ

ایمان قابل قبول

نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے رحم کے نہیں بلکہ اس کے غضب کے مستحق ہوتے ہیں۔"

(الفضل ۱۲ر مارچ [illegible])

قادیان میں

درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا۔ اور عید سعید کی مبارک تقریب

قادیان ۲۹ ر۲۷ر مارچ۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کی ایک عمدہ تعبیر کے لئے احمدیت کے دائمی مرکز میں جو ایک لمبے عرصے رمضان شریف کے مبارک مہینے میں درس القرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے مطابق امسال بھی خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ تین علماء نے باری باری کلام اللہ کے حقائق و معارف بیان فرمائے۔ کل جبکہ اس بابرکت مہینہ کی ۲۹ ویں تاریخ تھی۔ اجتماعی دعا کی خاطر عصر کی نماز کے بعد ½۲ بجے درس شروع ہوا۔ پہلے مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل جو آخری دس پارہ کا درس دے رہے تھے سپارہ تک اپنے حصہ کا درس مکمل کیا۔ بیرونجات سے موصولہ درخواست ہائے دعا پڑھ کر سنائی گئیں۔ بعدہ محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے احباب جماعت میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ ہماری ساری دعائیں اس میں آجاتی ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا آخری پیغام ساری دنیا میں پھیل جائے اور ساری دنیا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور احمد مرسل علیہ السلام کے مشن کو کامیابی حاصل ہو۔ پھر جن وجودوں کے ساتھ اس وقت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعائیں کی جائیں آپ نے حضرت اقدس امیرالمومنین ایدہ اللہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب و حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہما العالی اور دیگر افراد خاندان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کی۔ آپ نے فرمایا ہماری خاص دعاؤں کے مستحق وہ مبلغین کرام بھی ہیں جو ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے اعزہ و اقرباء سے دور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اسی طرح جن دوستوں نے محنت و مشقت کر کے ہمیں قرآن کریم کے معانی و مطالب سنائے نیز جنہوں نے ہمیں تراویح میں قرآن کریم سنایا۔ غرضیکہ جماعت کے تمام افراد کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ سب کی نیک مرادات پوری کرے۔ ان کے ہموم و غموم کو دور کرے۔ اور انہیں بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین آپ نے فرمایا۔ ہماری دعاؤں کا سلسلہ نہ صرف احمدیوں بلکہ غیر احمدیوں حتی کہ تمام غیر مسلموں کے لئے بھی جاری رہنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ اور ہماری بہترین دعاؤں کے حقدار ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب کو اس حقیقی امن اور اطمینان کی راہنمائی کرے جس کیلئے ساری دنیا تڑپ رہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک لمبی پُرسوز دعا کرائی۔ اس عرصہ میں مسجد اقصیٰ کے وسیع اندرونی حصہ میں سینکڑوں مرد و زن اور بچے بوڑھے جمع تھے۔ بارگاہ رب العزت میں بڑی آہ و زاری سے دعائیں کرتے رہے اور سب طرف سے ہچکیوں کی صدائیں اور تضرع و ابتہال کی آوازوں سے مسجد کا حصہ گونج رہا تھا تا آنکہ غروب آفتاب سے چند منٹ پہلے آمین کہہ کر حضرت امیر صاحب مقامی نے دعا کا اختتام فرمایا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی النبی وآلہ واصحابہ اجمعین۔

عید سعید کی مبارک تقریب

قادیان ۲۹ر مارچ۔ رمضان شریف کے ۲۹ واں روزہ مکمل ہونے کے بعد آج رات شوال کا چاند نظر آ گیا۔ اور جملہ درویشان قادیان رمضان المبارک میں ریاضت و عبادت میں گزارنے کی توفیق پانے پر رب العزت کی بارگاہ میں شکر گزاری کا دوگانہ ادا کرنے کے لئے ٹھیک ½۹ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور سنت نبوی کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ نے پہلے دو رکعت نفل پڑھائے اور بعد میں خطبہ دیا۔ جس کے آغاز میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین کے اسوہ حسنہ کا ذکر فرماتے ہوئے بتایا کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کو اُن کے فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور اسی پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا بھی تعامل رہا ہے۔ پھر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طویل علالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور کی علالت کے باعث جماعت حضور کے روح پرور خطبات اور دیگر براہ راست نگرانی اور ارشادات سے محروم ہے جس کو تمام احباب جماعت بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ درحقیقت جس کو خدا تعالیٰ کسی خاص مقام پر کھڑا کرتا ہے جو اثر اُس کے کلام اور خطبات میں ہوتا ہے دوسرے سے یہ ممکن نہیں چنانچہ آپ نے حضور کا خطبہ عید جو حضور نے ۲۳ر جون ۱۹۱۶ء کو ارشاد فرمایا پڑھ کر سنایا اور باوجود اس پر ایک لمبا عرصہ گذر جانے کے وہ اب بھی ویسا ہی تازہ اور روح پرور اور ایمان افروز معلوم ہوتا تھا۔ جس میں حضور نے عید کے مفہوم کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ خوشی اور مسرت کے اظہار کا تہوار ہر ملک کی ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ مگر عید کا یہ اسلامی تہوار اپنے اندر ایک بہت بڑی اہمیت اور حقیقت رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حقیقی عید یہ ہے کہ ہمارا محبوب ہمیں مل جائے اور اس کے مل جانے کے بعد ہی حقیقی آرام اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ اسلامی عیدوں کے ذریعہ اس محبوب و مطلوب کے صحیح راستہ پر چلایا گیا ہے۔ اور عملی طور پر بتایا کہ اس کے ملنے کا یہ طریق ہے کہ اس کے لئے مسلسل قربانیاں کی جائیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے دوسرے خطبہ میں حضرت اقدس کی صحت کے متعلق بھی کچھ تفصیل سے روشنی ڈالی کیونکہ موصوف حال ہی میں حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے آئے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ پہلے کی نسبت حضور کی بہت کچھ صحت میں سدھار ہو گیا ہے۔ حضور گورنمنٹ کلیئر ہیں لیکن ابھی ضعف باقی ہے آہستہ آہستہ دور ہو رہا ہے اب تو حضور رسالہ الفرقان پڑھنے اور ملاقات کو بھی کچھ کچھ تسلی اور تفصیل سے دیکھ کر فرماتے ہیں۔ اور عام صحت نسبتاً اچھی ہے۔ تاہم ہم احباب جماعت کو حضور کی کامل شفایابی کے لئے بڑے درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھنی چاہئیں ——— بعد از خطبہ صاحبزادہ صاحب نے ہی اجتماعی دعا کرائی جس کے بعد تمام دوست ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے اور خوشی خوشی سب کو عید مبارک کہی۔ محترم مولوی

"اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار"

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

چوہدری فتح محمد صاحب سیال مرحوم کی اچانک وفات کا صدمہ خواہ کتنا ہی بھاری ہے۔ بہرصورت وہ قدرت کے اٹل قانون کے ماتحت آہستہ آہستہ کم ہوتا جائے گا۔ کیونکہ ہر مومن یہ جانتا اور یقین رکھتا ہے کہ انسانی زندگی بہرحال محدود ہے اور ہر مومن یہ بھی جانتا ہے کہ ہمارے آسمانی آقا کو مصائب پر صبر کرنا پسند ہے لیکن جو چیز ہر آن بڑھتی جارہی ہے اور بظاہر اس کے جلدی کم ہونے کی کوئی امید نہیں وہ یہ احساس ہے۔ کہ مخلص اور جاں نثار اور دیانتدار اور خدمت دین کی دھن رکھنے والے جنونی ٹائپ کے کارکن کہاں سے آئیں گے جو اپنا سب کچھ خدا کے قدموں میں عشق رسول کے جذبہ میں محو ہوکر قربان کرنے کے لئے تیار رہوں۔ میں نے "جنونی ٹائپ" کے الفاظ دانستہ لکھے ہیں۔ مگر ان سے نعوذ باللہ بیماری والا جنون مراد نہیں جس کے نتیجہ میں عقل پر پردہ پڑتا اور انسان دوسروں کے قتل و غارت کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس سے وہ جنون مراد ہے۔ جس میں انسان اپنی مجبوریوں اور حدبندیوں اور طاقتوں کو گویا نظر انداز کرتے ہوئے اپنے نیک مقاصد کے حصول کی طرف دیوانہ وار بڑھتا چلا جاتا ہے اور کسی روک کو خیال میں نہیں لاتا۔ یہ وہی جنون ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس شعر میں ذکر کیا ہے کہ:-

> کشتیٔ اسلام بے لطف خدا اب غرق ہے
> اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے مجنون انسان کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی طاقت کا اندازہ کر کے کوئی کام نہیں کیا کرتا۔ بلکہ جو خیال بھی اسے آجائے۔ اس کی طرف ہر روک کو نظر انداز کرتے ہوئے اور ہر حدبندی کو توڑتے ہوئے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے سامنے صرف ایک ہی خیال ہوتا ہے کہ میں نے یہ کام بہرحال کرنا ہے۔ اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اسے اپنی طاقت کی محدودیت کا احساس نہیں ہوتا اسے اپنے آرام و آسائش کا خیال نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف ایک ہی لگن اور ایک ہی دھن ہوتی ہے کہ خواہ کچھ ہو میں نے بہرحال یہ کام کرنا ہے یہ وہی مقدس جنون ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس شعر میں جو اوپر لکھا گیا ہے اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہی وہ جنون ہے جس کے مطابق دشمن لوگ اپنی ناسمجھی سے نبیوں اور رسولوں کو مجنون کا نام دیتے چلے آئے ہیں۔

ہمارے مرحوم بھائی چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ نے بھی اس جنون سے کافی حصہ پایا تھا۔ انہوں نے میرے پاس آ کئی دفعہ دوستانہ رنگ میں دکھ بھرے دل کے ساتھ گلہ کیا کہ انجمن مجھے میرے کام کے لئے ضروری روپیہ نہیں دیتی اور اپنی ضابطہ پرستی کے طریق کے مطابق کام میں عملاً روک بھی ڈالتی ہے۔ ورنہ دنیا صداقت کی پیاسی ہے اور سلسلہ تشنہ سفر الحق ہے۔ ان کی ان دوستانہ شکایتوں کا میرے دل پر گہرا اثر ہوتا تھا مگر میں جانتا تھا کہ جہاں چوہدری صاحب اپنے تبلیغی جنون میں مجبور ہیں وہاں بےچاری انجمن بھی اپنے مالی حالات اور قواعد کی چار دیواری میں مقید و محصور ہے۔ یہ کشمکش عرصہ سے چل رہی تھی اور آخر چوہدری صاحب کی المناک وفات سے یہ اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اصل بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے اب جماعت میں عموماً اور سلسلہ کے کارکنوں میں خصوصاً کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا (الا ماشاء اللہ و الشاذ کالمعدوم) جو تبلیغ کے میدان میں اس دھن اور اس جنون کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جو مرحوم چوہدری صاحب کو حاصل تھی۔ اور گویا میں خلاؤں کا شیدا وہ قائل نہیں کیونکہ قدرت اپنے ازلی قانون کے ماتحت ہر خلاء کو پر کرتی رہتی ہے مگر اس وقت بظاہر ضرور اس میدان میں ایک وقتی سا خلاء نظر آتا ہے۔ کوئی عمر کی مجبوری کی وجہ سے کوئی اپنی صحت کی کمزوری کی وجہ سے کوئی شوق اور جذبہ کی کمی کی وجہ سے کوئی اپنے طریق کار کی خامی کی وجہ سے اور کوئی ضابطہ پرستی کی شدت کی وجہ سے اس مجنونانہ صلاحیت سے محروم ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے۔

> اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

بے شک انسان اپنی مجبوریوں اور حدبندیوں سے کلی طور پر آزاد نہیں ہو سکتا مگر ان میں بالکل محصور اور مقید ہو کر رہ جانا بھی ہرگز دانشمندی کا طریق نہیں اور صحیح طریق یہی ہے کہ انسان اپنی مجبوریوں کا غلام نہ بنے بلکہ اپنے کام کے حصول اور اپنے مقصد میں کامیابی کو اصل غرض و غایت قرار دے۔ دنیا بھر کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ قواعد کام میں سہولت اور بہتری پیدا کرنے کے لئے برتے جاتے ہیں نہ کہ روک پیدا کرنے کے لئے۔

الغرض جب سے محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی وفات ہوئی ہے۔ میرا دل ہر لحظہ اور ہر آن اس فکر و غم کا شکار ہو رہا ہے کہ چوہدری صاحب کی موت کو تو ہم بالآخر رو دھو کر بھلا دیں گے مگر اس خلا کو کس طرح پورا کیا جائے گا ان کے بعد تبلیغ کے میدان میں اس وقت ملک کے اندر بظاہر اس دھن اور اس لگن کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا جو خدا کے فضل سے چوہدری صاحب کو گویا "جنون" کی حد تک حاصل تھی ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔ پس میں جماعت کے نوجوانوں کی خدمت میں بڑے درد مند دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اور اپنے اندر اشاعت اسلام وہ جذبہ پیدا کریں جسے دنیا جنون قرار دیتی ہے۔ مگر خدا کی نظر میں اس سے بڑھ کر کوئی فرزانگی نہیں۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا یہ دردمندانہ شعر یاد رکھو کہ:-

> ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
> آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ

۶ مارچ ۱۹۶۰ء

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم حکیم محمد عبد العزیز صاحب سابق چیف انسپکٹر بیت المال گذشتہ دو ماہ سے خونی بواسیر اور شدید محمیل کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ حکیم صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں۔ (خاکسار محمود احمد عارف معاون ناظر امور عامہ قادیان)

۲۔ بندہ کے نکاح ثانی کو آٹھ سال گذر گئے ہیں مگر اولاد کی نعمت سے محروم ہے۔ نیز ان دنوں کچھ کاروبار میں پریشانیاں بھی لاحق ہیں۔ اس لئے عمر پانے والی نرینہ اولاد عطا کئے جانے اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار میاں فضل الٰہی کمیشن ایجنٹ سرگودھا۔

۳۔ میری بچی کا نکاح عنقریب ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو مثمر ثمرات حسنہ بنائے اور عزیزہ کو اپنے فضل اور برکتوں سے نوازے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار حاجی محمد دین درویش قادیان

۴۔ آسنور کے ایک دوست عبد الرحمان صاحب بٹ کی ٹانگ میں درد ہے علاج کے لئے ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار ملک عبد الکریم از آسنور

۵۔ خاکسار امسال ایف اے کا امتحان دے رہا ہے جو ۷ اپریل کو شروع ہوگا۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار صدیق احمد امینی از مدراس۔

۶۔ احباب جماعت سے کاروباری مشکلات کے ازالہ اور رضاء الٰہی کے حصول اور خدمت دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق پانے کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار (سیٹھ) معین الدین از چنتہ کنٹہ (دکن)

۷۔ ایک لمبے عرصہ سے فالج کے پیچیدہ تکلیف دہ عارضہ میں مبتلا ہوں ہر چند علاج معالجہ کئے گئے کچھ افاقہ نہیں ہو رہا۔ اس بیماری کے سلسلہ میں مجھے بغرض علاج مجبوراً دارالامان سے یہاں آنا پڑا۔ احباب جماعت سے نہایت عجز و انکسار سے درخواست ہے کہ میرے لئے صدق دل سے دعا فرما دیں اللہ تعالیٰ مجھے اس موذی مرض سے بلد شفا بخشے اور قادیان کی مقدس بستی میں واپس جانے کے سامان کرے۔ خاکسار شیخ محمد عبد الرب درویش حال مقیم ڈھاکہ

۸۔ خاکسار عرصہ ۱۳ سال سے متعدد جانگداز امراض میں مبتلا چلا آرہا ہے۔ بہیرہ علاج معالجہ کرایا جا چکا ہے مگر افاقہ نہیں ہوا۔ نیز خاکسار کی اہلیہ کو بھی عرصہ دراز سے کئی تکالیف دہ بیماریاں لاحق ہیں۔ احباب جماعت سے بصد ادب گذارش ہے کہ ہم دونوں کی روحانی و جسمانی شفایابی کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید مشتاق احمد از سمبلپور (اڑیسہ)

جرمن نومسلم احمدی بھائی مسٹر ناصر نوولسکی کی

پٹنہ رانچی اور بھاگلپور میں تشریف آوری اور کامیاب جلسے

جرمن نومسلم احمدی بھائی مسٹر نوولسکی کچھ عرصہ ربوہ میں قیام کے بعد بھارت تشریف لائے ہیں اور اب ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ پٹنہ۔ رانچی اور بھاگلپور میں تشریف لائے۔ یہاں مقامی احباب جماعت کی طرف سے انفرادی ملاقاتوں اور آپ کے اعزاز میں جلسوں کا بھی اہتمام کیا گیا جن کی رپورٹوں کا خلاصہ احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے

پٹنہ میں تشریف آوری

از محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی

ہمارے جرمن نومسلم بھائی ناصر نوولسکی پہلے گیا پہنچے۔ انہیں امرتسر سے سیدھے کلکتہ جانا پڑا۔ وہ کہتے تھے کہ لاہور میں انہوں نے کلکتہ کا ٹکٹ خریدا۔ امرتسر میں انہیں قادیان جانے کے لئے سفر منقطع کرنے کی اجازت نہ ملی۔ کیونکہ تین سو میل کے بعد یہ سہولت ملتی ہے۔

مسٹر ناصر جو کچھ عرصہ ربوہ میں قیام کرنے کے بعد بھارت آئے ہیں۔ اور اب بھارت کے مختلف مقامات کا دورہ کر رہے ہیں۔ ان کے پاس مغربی جرمنی کے دو بڑے شہروں ہمبرگ اور نیورمبرگ کی احمدیہ مساجد کے سلائیڈز ہیں۔ جنہیں وہ میجک لنٹرن کے ذریعہ دکھاتے ہیں۔ اور بعض اسلامی مجالس کے سلائیڈز ہیں۔ احمدیت کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا دائرہ مزید بڑھتا ہے۔ پھر ایک سفید پردے کی پرواز سے ایمان کو تقویت ہوتی ہے۔ مسٹر ناصر نوولسکی نمازیں پڑھتے ہیں اور قرآن الحکیم کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ یعنی قرآن حکیم کا وہ ترجمہ جو ہماری جماعت نے جرمن زبان میں متن سمیت شائع کیا ہے

پٹنہ میں تبلیغی جماعت والوں کا ایک جلسہ تھا۔ اس میں ایک انگریز نومسلم (غیر احمدی) مسٹر ڈیسٹر بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے نوولسکی صاحب کے ساتھ انجمن اسلامیہ میں جاکر جلسہ میں شرکت کی۔ تبلیغی جماعت والے لوگوں کو تبلیغ اسلام کی ترغیب دیتے رہے تھے مگر اسلوب تقریر بے حد جوشیلا اور غیر متوازن تھا۔ میں خود جلسہ میں محظوظ ہو رہا تھا۔ نوولسکی صاحب نے جلسہ کے بعد مجھ سے کہا کہ یہ سیاسی جلسہ تھا یا روحانی تبلیغ کی مجلس؟ وہ اس کٹر اور دینی انداز تخاطب کو کھوکھلے پن کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ انداز خطرناک بھی معلوم ہوا۔ کہتے تھے... کہیں ایسے غلط جہاد جوشیلے لوگ مسلمان عوام کو خراب نہ کریں۔ میں نے عام طور پر تبلیغی جماعت کی مجلسیں نہیں دیکھیں۔ مگر اس دن کے مقررین تو مولویوں کے سے انداز ناقصین اور ناشستوں کے طرز کے معلوم ہو رہے تھے۔ اس قرار داد احساس سے مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ نوولسکی صاحب توازن پسند ہیں۔ اور مذہب کو اخلاقی و روحانی اقدار سے جانچتے ہیں۔

میں نے نوولسکی صاحب کو یونیورسٹی کے اہم پروفیسروں و طلباء مسلم و غیر مسلم سے ملایا اور پھر شام کو پروفیسروں اور طلباء کی دعوت عصرانہ اپنے گھر پر کی۔ اس مجلس میں نوولسکی صاحب نے انگریزی میں تبلیغ کی۔ اور جرمنی کی اسلامی تحریک کی سلائیڈوں کے علاوہ جلسہ سالانہ ربوہ کی رنگین تصویریں بھی دکھائیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تصویر دیکھ کر احمدی احباب کو کیسی مسرت حاصل ہوئی۔ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر جلسہ کا منظر بھی نہایت ایمان افروز تھا۔ ایک اور جرمن دوست ہماری یونیورسٹی میں جرمن زبان پڑھاتے ہیں۔ مسٹر ہلیمز۔ نہ ناصی وہ اور ان کی بیگم بھی میرے ہاں تشریف لائیں۔ انہیں بھی احمدیہ تحریک سے دلچسپی ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں شریک جلسہ رہے اور اپنے ایک سنجیدہ ہم وطن کی زبانی پیغام اسلام سن کر بہت۔ اور ماحول تحریک کی دوررسی سے متاثر ہوئے۔ دوسرے دن انہوں نے مجھے اور مسٹر ناصر نوولسکی کو کھانے پر بلایا اور بہت اخلاق سے پیش آئے۔ انشاء اللہ میں ان سے ملتا رہوں گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں کو ایسے تبلیغی مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مگر اخلاص۔ عقل۔ استقامت۔ متانت کے ساتھ۔ پچھلے دنوں ڈاکٹر عبد السلام صاحب اور غانا کے احمدی نوجوان عبد الوہاب صاحب کے تشریف لانے سے بھی پٹنہ اچھی تبلیغ ہو گئی۔ اور احمدیت کا رعب پڑا۔ عبد الوہاب صاحب گیا سے تک۔ مظفر پور وغیرہ بھی گئے تھے۔ وہاں بھی اچھا اثر پڑا۔ اور وہ بہار کے لوگوں سے بہت خوش ہوئے۔ اتفاق سے عبد الوہاب سے ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی ملاقات بھی ہو گئی۔ میں نے ان دونوں کی ملاقات ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب گورنر بہار سے بھی کرائی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب سائنس کالج میں موجود تھے اور آپ نے وہاں تقریر کی۔

علاوہ میں شرکت کی۔ پٹنہ کا مشرقی کتب خانہ جو عالمگیر شہرت رکھتا ہے بھی دیکھا۔ عبد الوہاب صاحب بھی ہر جگہ ساتھ رہے۔ ایروڈروم پر خیر مقدم اور رخصت کے لئے یونیورسٹی کے بڑے بڑے پروفیسر۔ ڈین آف دی فیکلٹی آف سائنس۔ ڈین آف دی فیکلٹی آف آرٹس۔ نیز ڈائرکٹر صاحب تعلیم عامہ حکومت بہار بھی موجود رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کھانا اور ناشتہ مع چند سائنس کے پروفیسروں کے میرے ہاں تناول فرمایا۔ میں نے ایک ادبی جلسہ میں بھی عبد الوہاب صاحب کو شریک کرایا۔ اور وہاں انہوں نے اردو میں مختصر تقریر کی۔

الحمد للہ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بہت سے جنہیں پٹنہ کے احمدی بھائیوں کو ایک اور موقعہ عنایت فرمایا فالحمد للہ۔

میری یونیورسٹی میں چیکوسلواکیہ کے ایک پروفیسر ڈاکٹر یان مارک صاحب تشریف لائے موصوف چارلس یونیورسٹی پراگ چیکوسلواکیہ میں اردو پڑھاتے ہیں۔ ایک دن میرے ہاں مہمان رہے۔ اسلام اور احمدیت کے متعلق انہیں کتابیں دیں۔ یہ صاحب اپنے آپ کو عیسائی کہتے تھے۔ مگر کمیونسٹ ملک کے شہری تھے۔ اور اشتمالیت سے متاثر۔ ہم لوگ بھلا "آہنی پردے" کے پیچھے جا کر اسلام کی تبلیغ کہاں کر سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایک فرد ہمارے پاس بھیج دیا۔ اس کے ذریعہ اسلامی کتب اس دیار دہریت میں بھی پہنچ جائیں گی۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جو دجال کی دونوں شاخوں یعنی اہل صلیب اور خنزیر کو کسر و قتل کے بعد نئی روحانی زندگی بخشے۔ اور امت محمدیہ میں داخل کر دے۔ آمین!

جرمن نومسلم دوست رانچی میں

از مکرم مولوی محمد الحق صاحب فاضل مبلغ۔ رانچی۔

۲۳ فروری کو مکرم ناصر ولیم نوولسکی گیا سے رانچی پہنچے۔ مکرم سید فضل احمد صاحب ایس۔ پی گیا نے پہلے سے بذریعہ فون مطلع فرما دیا تھا۔ بعد نماز مغرب خان بہادر سید محی الدین صاحب احمدی ایڈوکیٹ رانچی کے بنگلہ پر معززین شہر کو مدعو کر کے ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ ایک مختصر سی افتتاحی تقریر میں خاکسار نے حاضرین سے نومسلم جرمن بھائی کا تعارف کرایا۔ اور بتایا کہ کس طرح ایک گمنام بستی قادیان کے مکین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ اعلان حق اس وقت کیا گیا جبکہ اس کا ایک مجسم حقیقت میں تبدیل ہو جانا انسانی عقل و فکر اور طاقت و قوت کے اعتبار سے ایک غیر ممکن ممتنع اور محال امر تھا۔ آج شدید ترین مخالفتوں اور روز احمقوں کے باوجود ان پاکیزہ الفاظ کی چمک دمک ہماری آنکھوں کو خیرہ اور صداقت احمدیت کو اظہر من الشمس کر رہی ہے۔ سچ

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

محترم ناصر صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہمبرگ کے رہنے والے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے نتیجہ میں وہ کچھ عرصہ مصر میں بطور جنگی قیدی بھی رہے۔ اور اس دوران میں اسلامی نظریات پر غور کرنے کا موقعہ ملا۔ بعدہٗ جب وہ واپس جرمنی پہنچے۔ تو ہمبرگ کے مبلغ جماعت احمدیہ مکرم عبد اللطیف صاحب سے ملاقات ہوئی ایک لمبا عرصہ تک ملتے رہے بالآخر انہوں نے احمدیہ تحریک میں شمولیت کی اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے بتایا کہ مغربی مبلغین [illegible] لئے بہت بڑا نعیم پایا جاتا ہے اور وہیں لوگ حقیقتاً اسلام کو بہت کچھ سمجھ رہے ہیں آپ نے بہت ممکن ہے [illegible] نے قبول کیا ہے آپ نے غیر احمدیوں کو احمدیوں کے ساتھ رواداری برتنے کی تلقین کی۔ اور فرمایا کہ۔

"I dont regret I am an Ahmadi"

"It is an active Religion"

آپ نے بتایا کہ میں اکتوبر ۱۹۵۹ء میں مرکز احمدیت ربوہ میں پہنچا تھا اور اس قلیل عرصہ میں اتنا بڑا طویل و عریض شہر آباد کر دینا یقیناً جماعت احمدیہ کی صداقت کے لئے معجزہ ہے۔ آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ جنوری ۱۹۶۱ء کے مناظر میجک لنٹرن کے ذریعہ سے دکھائے۔ نیز ہمبرگ اور فرینکفورٹ کی مساجد اور ان کی رسم افتتاح اور اجلاسات کے مناظر اور جرمن نومسلمین کی تصاویر بھی میجک لنٹرن کے ذریعہ سے دکھائیں۔ بعدہٗ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک حالیہ تقریر جو ٹیپ ریکارڈ کر کے لائے تھے سنائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اس طرح تین دن تک جمشید پور میں بھی پروگرام دلچسپی کا باعث رہا۔ خاکسار بھی آپ کی معیت میں تھا۔ متعدد معززین نے انفرادی طور پر بھی آکر ملاقات کی۔ جمشید پور سے واپسی پر آپ دوبارہ رانچی پہنچے کیونکہ یہاں روٹری کلب میں تقریر اور میجک لنٹرن دکھانے کے لئے آپ کو مدعو کیا گیا تھا۔ تین مارچ کو آپ واپس گیا تشریف لے گئے۔ وہاں پٹنہ۔ آرہ اور مظفر پور جانے کا بھی ان کا پروگرام ہے۔ مقامی احباب جماعت اور بالخصوص خان بہادر سید محی الدین صاحب احمدی اور مکرم مظہر احمد صاحب پالی ٹیکنیک رانچی نے ہر طرح سے تعاون فرمایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ (باقی صفحہ پر)

وہ خواہش و تخیّل — جو — شرمندۂ عمل نہ ہو سکا

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں ÷ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

ازمکرم مولوی بشیر احمد صاحب ایچ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

(۱)

اخبار صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۶۱ء میں بعنوان "ایک تبلیغی مکتوب" مولانا محمد الیاس صاحب "شیخ التبلیغ" کا ایک مکتوب جو مولانا محمد علی صاحب جوہر اور مولانا شوکت علی صاحب کے نام تھا شائع ہوا ہے۔ تاریخ مکتوب ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ ہجری درج کی گئی ہے۔ اس مکتوب سے مولانا محمد الیاس صاحب کی اس خواہش و تمنا کے اظہار کا پتہ چلتا ہے کہ یورپین قوم میں تبلیغ اسلام کی جائے اور مولانا محمد علی صاحب جوہر سے یہ امید کی تھی کہ وہ اپنی قابلیت اور ہمدردی اسلام کی وجہ سے اس مبارک کام کا آغاز فرمائیں گے اس طویل مکتوب کے ضروری حصے درج ذیل ہیں:-

"کچھ زمانہ سے فاکسار کے ضمیر نارسا میں یہ مضمون آرہا ہے کہ کوئی قابل اور اہل شخص خاص اور معتدل طریقہ سے فطری اور اسہل المسلک مذہب یعنی سچے اسلام کی طرف اس یوروپین قوم کو زور اور قوت اور پوری توجہ اور کوشش کے ساتھ دعوت الی الحق کرے تو اس کے لئے آپ سے سوا کسی پر نظر نہیں جمتی . . . . . جو خرابیاں اپنے مذہب کی ان کے دلوں میں بیٹھی ہوتی ہیں ان کا شافی جواب ملتے ہوئے ہوں اور اپنے مذہب کی اصلی چیزوں مثلاً حسن تعلیم وغیرہ کی خوبیوں پر روشنی ڈالی رہی ہو باوجود اس کے مختصر ہونے کے بنا پر تمام اشاعت کے قابل ہو۔ مختصر چیز کی اشاعت آسان ہوتی ہے وغیرہ کہ میں ایک نااہل شخص قابل و لگاؤ زمانہ کو کیا متوجہ کروں کہ کس کس امر کی رعایت ضروری ہے۔ آپ خود مجھ سے اچھا سمجھ سکتے ہیں۔"

اس مکتوب کو درج کرنے کے بعد مدیر "صدق جدید" نے اس پر مندرجہ ذیل نوٹ دیا ہے:-

"افسوس ہے کہ اس مکتوب کے جواب کی نقل دستیاب نہ ہو سکی جواب تحریری یا بالمشافہ ہو گیا بھی دیا ہو گا، دیکھنے کے قابل ہو گا۔ مولانا محمد علی خود بھی یورپ میں تبلیغ دین کے حریص تھے۔ اس نقل مکتوب میں تاریخ ۱۳۲۹ھ پڑی ہوئی ہے جو یقیناً غلط ہے غالباً ۱۳۴۹ھ یا ۱۳۵۰ھ کا ہوگا شروع ۱۳۵۰ھ میں تو مکتوب الیہ کی وفات ہی ہو چکی تھی۔"

(صدق جدید ۱۰؍مارچ ۱۹۶۱ء)

مولانا محمد الیاس صاحب کے خط میں خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کے جذبہ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اور یہ امر بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ مولانا محمد علی صاحب جوہر میں بھی تبلیغ دین کی تڑپ تھی۔ مگر جب حقائق و واقعات کی روشنی میں مندرجہ بالا متذکرہ بالا تبلیغی جذبہ کا جائزہ لیا جائے تو یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ یہ خواہش و تخیل دونوں حضرات کی زندگیوں میں اور اُن کی وفات کے بعد اب تک بھی شرمندۂ عمل نہ ہو سکا۔ یورپین اقوام میں تبلیغ اسلام کی نہ کوئی پائیدار سکیم تیار ہوئی نہ کہیں کوئی تبلیغی مشن بیرون ہند میں کھل سکا اور نہ ہی کوئی مبلغ ٹھوس بنیادوں پر کام کرنے کے لئے مستقل طور پر بھجوایا جا سکا اور نہ ہی کوئی قابل قدر اسلامی لٹریچر یورپین اقوام کے لئے شائع ہو سکا۔ اور یہ تمنا محض تمنا ہو کر رہ گئی!! خواہش تو نیک تھی مگر جامۂ عمل نہ پہن سکی۔ شاید اس لئے کہ خدائی تائید و نصرت ان کے ساتھ نہ تھی اور نہ ہی وہ اس مقصد اعلیٰ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے۔

(۲)

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے چودھویں صدی ہجری کے سر پر ہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اُٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا۔" (تریاق القلوب)

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔" (تذکرہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقصد بعثت کو ذیل کے شاندار الفاظ میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت)

"اشاعتِ اسلام" کے نصب العین کی تکمیل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بعض رؤیا دکھائیں۔ جن کا تعلق "یوروپین اقوام" سے ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

"طلوع شمس جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصہ ملے گا۔"

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵-۵۱۶)

بانی احمدیت علیہ السلام ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جب کہ ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا۔ اور پادری اپنے اقتدار کے نشہ میں سرشار ہو کر اسلام اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام پر شدید اعتراضات کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے تھے۔ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے حمایت اسلام کے لئے میدان میں آئے اور اسلام کو ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے ثبوت میں دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ پیش کرنے کے علاوہ اپنے تازہ بتازہ نشانات اور الہامات الٰہیہ کو بھی پیش کیا۔ عیسائیوں کے اعتراضات کے شافی و کافی جوابات دیئے اور ملکہ وکٹوریہ کو بھی دعوت اسلام دی۔ اور رسالہ "تحفہ قیصریہ" اس غرض کے لئے تالیف فرما کر شائع کیا۔ حضرت مسیح ناصری کی وفات کو ثابت کر کے عیسائیت پر ضرب کاری لگائی اور اُن کے فرسودہ عقائد کے قلعہ کو مسمار کر دیا۔ "کسر الصلیب" کا ارشاد نبوی صلعم نہایت شان سے آپ کے حق میں پورا ہوا تھا۔

حضرت مسیح محمدی قادیانی علیہ السلام کے مقاصد بعثت آہستہ آہستہ پایۂ تکمیل تک پہنچ رہے ہیں۔ اور بشارات ربانیہ کے مطابق یوروپین اقوام میں اشاعت دین اسلام ہو رہی ہے۔ قرآن مجید کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ اسلامی لٹریچر جو محاسن اسلام اور فضائل بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مشتمل ہے کروڑوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں شائع ہو چکا ہے مراکز تثلیث میں مراکز توحید یعنی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور یورپ کے مختلف حصوں میں اسلامی مشن قائم ہو کر عیسائی لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے ہیں۔ اور ان تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سینکڑوں عیسائی آغوشِ اسلام میں آ چکے ہیں۔ اور اسلام کا نفوذ یوروپین اقوام کے قلوب میں تدریجاً ہو رہا ہے۔ اشاعت اسلام کا پودا جو مسیح قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ میں لگایا جا چکا ہے۔ وہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور ہمیں یقین و ایمان ہے کہ وہ بڑھے گا پھلے گا اور پھولے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اُسی کے ساتھ ہے۔ کیا ہی خوب فرمایا مسیح پاک علیہ السلام نے:-

آہ ما ہے اُو رہا کرا حرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مرضاں کی تا گہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوتے ہیں چشمۂ توحید پر از جا نثار

(۳)

بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے مشن "اشاعت اسلام" کی کامیابی اور جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامیہ کا اعتراف مندرجہ بالا خط کے مکتوب الیہ مولانا محمد علی صاحب جوہر ـ ناشر مکتوب مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی مدیر صدق جدید لکھنؤ ـ اور مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور کی زبان سے بھی ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) مولانا محمد علی صاحب جوہر فرماتے ہیں:-

"ناشکر گزاری ہوگی اگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف تبلیغ اور مسلمانوں کی تنظیم اور تجارت میں بھی انتہائی جد و جہد میں منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا"

(اخبار ہمدرد دہلی ۲۶؍ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۲) مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی مدیر صدق جدید لکھنؤ رسالہ "تبلیغ اسلام" پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"احمدیہ جماعت قادیان اپنے رنگ میں جو خدمتِ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں کر رہی ہے یہ رسالہ اُس کا مرقع ہے۔ جماعت کے مشن یورپ ـ امریکہ ـ مغربی افریقہ ماریشس ـ انڈونیشیا ـ نائیجیریا ـ اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مختلف مقامات میں قائم ہیں ـ ان سب کا فہرست اور ان کی کارگزاریاں اور ان کے تبلیغی لٹریچر کی اطلاعات انگریزی فرنچ ـ جرمن ـ ڈچ ـ اسپینش فارسی ـ برمی ملایا ـ تامل ـ ملیالم مرہٹی ـ گجراتی ـ ہندی اور اردو زبانوں میں ـ ان کی مسجدوں اور ان کے اخبارات ـ رسائل کی فہرست اسی قسم کی دوسری تبلیغی سرگرمیاں مذکورہ صفحات میں نظر آجائے گا۔ اور ہم لوگوں کے لئے جو اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہیں ایک تازیانہ عبرت کا کام دے گا"

(صدق جدید ۷؍جون ۱۹۵۷ء)

(۳) مدیر اخبار زمیندار لاہور رقمطراز ہیں:-

"گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے ـ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں ـ کیا ندوۃ العلماء ـ دیوبند ـ فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ و اشاعت حق کی سعادت میں حصہ لیں ـ کیا ہندوستان میں ایسے متمول مسلمان نہیں ہیں ـ جو چاہیں تو بلا دقت ایک ایک مشن کا خرچ اپنے گرہ سے دے سکتے ہیں ـ یہ سب کچھ ہے لیکن افسوس کہ نیت کا فقدان ہے ـ فضول جھگڑوں میں وقت ضائع کرنا اور ایک دوسرے کی پگڑی اُچھالنا آج کے مسلمانوں کا شعار ہو چکا ہے"

(زمیندار ۱۸ دسمبر ۱۹۲۶ء)

(۴)

اب قارئین کے سامنے تصویر کے دونوں رُخ ہیں ـ ایک طرف محض تخیل ہی تخیل اور تمنا ہی تمنا ہے جو شرمندۂ عمل و تکمیل نہ ہو سکے ـ دوسری طرف عالم عمل ہے اور اُس کے ساتھ مخالفین کا اعتراف حق و صداقت بھی ـ ادنیٰ تدبر و تفکر سے یہ سمجھ آجاتی ہے کہ تکمیل و کامیابی کے پس پردہ منشاء ایزدی اور الہیٰ ہاتھ ہے ـ خدا تعالیٰ نے عین وقت پر اپنے مامور کو خدمت دین اور اشاعت اسلام کے لئے مبعوث فرمایا اُس کو ترقی و شوکت کی بشارات سے نوازا ـ اور ہر قدم پر اُس کی تائید و نصرت کی اور اس طرح اپنے مامور کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ـ امید ہے متلاشیان حق و صداقت حرف اس نکتہ پر غور کر کے راہ ہدایت پائیں گے ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

جرمن احمدی مسٹر ناصر کی بھاگلپور میں آمد اور ایک کامیاب جلسہ کا انعقاد

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ بھاگلپور

۸؍مارچ کی شام کو گیا سے ہوتے ہوئے ہمارے احمدی جرمن نو مسلم بھائی نیکولسکی ناصر صاحب بھاگلپور میں وارد ہوئے۔ آپ کی آمد کی اطلاع مکرم سید فضل احمد صاحب ایم۔ اے گیا نے قبل از وقت کر دی تھی۔ جماعت کے تمام احباب آپ کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ اپنے نو مسلم بھائی کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے موصوف کو بذریعہ کار قیام گاہ پر لایا گیا اور بذریعہ لاؤڈ سپیکر آپکی آمد کی تمام شہر میں اطلاع کر دی گئی۔ انفرادی طور پر کئی لوگ آپکی ملاقات کے لئے قیام گاہ پر تشریف لائے۔

دوسرے دن بعد نماز مغرب ٹی۔ این سکول ہال میں آپکی تقریر کا انتظام کیا گیا۔ حسن اتفاق سے محترم سید عبد الحی صاحب ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول قادیان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے سامعین کو اپنے نو مسلم بھائی سے متعارف کروایا بعد تلاوت و نظم موصوف نے انگریزی زبان میں تقریر کی۔ جس کا موضوع تھا کہ میں کس طرح مسلمان ہوا۔ اور اسلام کو کیوں پسند کرتا ہوں۔ نیز احمدیت کیا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ تقریر نہایت ہی دلچسپ اور پُر اثر تھی۔

آپ نے اپنی تقریر میں جرمن قوم کا بڑھتا ہوا رجحان اسلام کی طرف اور بعض اسلامی احکام کا فلسفہ بیان فرمایا ملیز بتایا کہ آج دنیا میں جو امنی اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ اس کا علاج صرف اور صرف احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں ہو سکتا ہے اور یہ کہ عیسائیت دنیا کی مشکلات کا حل پیش کرنے میں ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ آپ نے تمام حاضرین کو احمدیت کا ٹھنڈے دل اور توجہ کے ساتھ مطالعہ کرنے کی دعوت دی۔

اس کے بعد آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ اور احمدیہ مسجد ہمبرگ و فرینکفورٹ کی تصاویر دکھائیں۔ اسی طرح ربوہ مبارکہ کی موجودہ ترقی کی جھلک بھی۔ اور بتایا کہ ربوہ کا قیام قدرت کا ایک عظیم الشان کرشمہ ہے۔ یہ پہلے بالکل ایک بیابان جنگل اور شور زمین تھی سینکڑوں سال سے یہاں آبادی کا نام و نشان نہیں تھا نا قابل آبادی جگہ خیال کر کے کوئی اس کو آباد کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتا تھا اور سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ یہاں میٹھا پانی نہیں تھا۔ اور مگر خدا کے فضل سے اور امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(بقیہ صفحہ ۶) و متعنا اللہ بطول حیاتہ کی دعاؤں کی برکت اور حسن تدابیر و حسن عمل کے نتیجے میں آج یہ ایک خوبصورت صاف ستھری ۲ ہزار پر مشتمل آبادی والی بستی ہے۔ اور یہیں سے تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرنے والے مشنری تیار ہوتے ہیں اور سینکڑوں ٹن سالانہ اسلامی لٹریچر شائع ہو کر بیرون ممالک کو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو خلیفۃ المسیح الثانی کا فوٹو اور دیگر اکابر صحابہ و بزرگان سلسلہ کے فوٹو بھی دکھائے۔ حضرت امیر المومنین کا موجودہ ضعف کی حالت کا فوٹو دیکھ کر احباب کے دل تڑپ گئے اور آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ اور دل ہی دل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں بھی کرتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا فوٹو جب سامنے آیا تو ہمارے جرمن بھائی نے بتایا کہ مجھے اس بزرگ سے بہت ہی محبت ہے۔ موجودہ دور میں یہ ایک واحد اور بے مثل شخصیت ہیں۔ باوجود بڑھاپے اور ضعف کی حالت کے نہایت ہی سرگرم عمل اور ایک معجزنما وجود ہیں۔ نیز بتایا کہ یہ بزرگ ہیمبرگ و سوٹزرلینڈ میں بھی جا چکے ہیں۔

اس کے بعد صاحب صدر نے مکرم ناصر صاحب کی تقریر کا خلاصہ بیان کیا۔ صاحب صدر ایک غیر مسلم دوست ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اگر اسلام یہی ہے کہ جس کو ہمارے جرمن مہمان نے سمجھا اور پیش کیا ہے۔ تو پھر واقعی قابل غور اور قابل تعریف ہے

بعد ازاں محترم ڈاکٹر محمد یونس صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگلپور نے حاضرین اور صاحب صدر و اپنے جرمن احمدی بھائی کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اپنے نادر خیالات اور تازہ بتازہ خلصیوں سے ہمیں مستفیض اور محظوظ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

دوسرے دن ہم نے معزز مہمان کو محلہ برہ پورہ لے گئے۔ برہ پورہ کی جماعت نے بعض معززین کو مدعو کیا ہوا تھا۔ جن کو ٹیبل ٹاک میں نہایت ہی عمدہ پیرائے میں ناصر صاحب نے احمدیت کی تبلیغ اور اپنے قبولِ اسلام کے حالات سنائے۔

مورخہ ۱۰؍ کو بعد دوپہر تمام احمدی احباب نے اپنے عزیز مہمان اور قابل فخر بھائی کو الوداع کیا۔ اور موصوف نے جاتے ہوئے تمام احمدی احباب احمدیہ مسجد کے سامنے فوٹو بھی لیا۔ آخر میں خاکسار جماعت احمدیہ بھاگلپور و برہ پورہ ہر دو ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے قابلِ قدر تعاون کا نمونہ دکھایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ اور خدمت دین کا زیادہ سے زیادہ حوصلہ اور توفیق عطا فرما دے۔ آمین اللھم آمین۔

جب انسان بے دست و پا ہو جاتا ہے ۔ !

سیاست

قدرت کا قہر ——— زلزلے

منقول از اخبار پرتاپ جالندھر بابت ۱۲ مارچ سنہ ۶۰ء

زلزلہ نے انسان کے دل و دماغ میں ہمیشہ ہی ایک عجیب و غریب کپکپی پیدا کی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ڈرامہ ہے جس میں قدرت سب سے بڑا پارٹ ادا کرتی ہے اور انسان کو ایک کمک بے کس اور ناتوان شخص کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ آج بنی نوع انسان آسمان کی خلاؤں کے اسرار کو معلوم کرنے کی جد و جہد کر رہا ہے۔ لیکن وہ ابھی تک زلزلہ کی وجوہات کو معلوم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ زلزلے جو کہ آناً فاناً اور خصوصاً رات کے وقت آتے ہیں۔ اپنے ہمراہ موت اور تباہی لاتے ہیں۔ اور وہ قدرت اور انسان کی ایک ایسی جنگ کے مظہر ہیں جس میں فریقین مساوی طاقت کے مالک نہیں ہوتے۔

مراکو کے خوبصورت اور فیشن ایبل شہر آغادیر میں زلزلہ سے جو دردناک تباہی ہوئی وہ ابھی ہمارے دل و دماغ میں تازہ ہے۔ یہاں ہلاک شدگان کی تعداد ۱۲ ہزار سے زیادہ ہو گئی ہے وہ شہر جو کچھ دنوں پہلے ایک خوبصورت اور دلکش بندرگاہ تھا جہاں کی فضائیں قہقہوں سے معمور تھیں اور جہاں مسرت رقص کرتی تھی زلزلہ کے جھٹکے سے چند ہی سیکنڈ کے اندر اندر شہر خاموشاں بن گیا۔ جو لوگ زندہ رہے وہ شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہلاک شدہ اشخاص اور دم توڑتے ہوئے لوگ کھنڈروں میں پڑے رہے۔ اس المناک واقعہ سے ساری دنیا لرز اٹھی۔ کئی ممالک کی امدادی ٹیمیں آغادیر پہنچیں۔ اور انہوں نے ہلاک شدگان کو دفن کرنے اور زخمیوں کو ملبہ کے نیچے سے نکالنے کے لئے شانہ بشانہ کام کیا۔ بندرگاہ میں امریکہ۔ فرانس۔ ہالینڈ اور سپین کے جو جہاز لنگر انداز تھے انہوں نے بیش بہا امداد دی۔ اس اجلاڑ کے وقت جبکہ آغادیر کے بچے کھچے باشندے خانماں برباد ہو کر تباہ شدہ شہر کے مضافات میں خیموں میں مقیم تھے انہیں ان جہازوں نے ہی خوراک بہم پہنچائی۔ زلزلہ کے کئی دن بعد تک لاشوں اور زخمیوں کو فلک بوس عمارتوں کے کھنڈروں سے نکالنے کا سلسلہ جاری رہا۔ ان علاقوں میں لاشوں سے بدبو آنے لگ گئی تھی۔ بعض حالتوں میں لوگ غیر متوقع طور پر ملبہ سے زندہ بچ نکلے بعض لوگوں کو بالکل کوئی گزند نہیں پہنچا۔ آج بھی آغادیر میں ملبہ کو ہٹایا جا رہا ہے کہ شاید کوئی زخمی زندہ نکل آسکے۔

آغادیر کے زلزلہ کی وجوہات کیا تھیں؟

مشہور سائنس دان مسٹر سی۔ ڈی۔ برجن۔ نے بیان کیا کہ وہ اس امکان کو بالکل خارج از بحث نہیں سمجھتے کہ آغادیر کے زلزلہ کو فرانس کے اس ایٹمی تجربے سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے جو کہ اس نے صحرائے اعظم میں کیا تھا۔ حالیہ برسوں میں بہت سے زلزلے آئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت کم زلزلے آغادیر کے زلزلہ کی شدت کے تھے۔ پچھلے ماہ جنوبی پیرو میں زلزلہ سے ۶۰ [؟] اشخاص ہلاک ہوئے اور اٹلی میں زلزلہ سے ۲۰ اشخاص زخمی ہوئے زلزلوں کے اعتبار سے ۱۹۵۷ء ایک بہت منحوس و خراب سال تھا۔ اس سال ایران۔ ترکی۔ میکسیکو اور منگولیا میں بڑے بڑے زلزلے آئے۔ برطانیہ میں بھی زلزلہ کے شدید جھٹکے آئے اگرچہ جان و مال کا کم نقصان ہوا۔ ۲۴ اپریل ۱۹۵۷ء کو ترکی کی بندرگاہ فیتھیہ میں زلزلہ کے ۴۵ [؟] سیکنڈ تک جھٹکے آتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں بندرگاہ کی عمارتوں کے ۸۰ فیصدی حصے تباہ ہو گئے۔ اس کے علاوہ مارمرس۔ مغلا۔ میلاس نیز جنوب مغربی اناطولیہ کے دوسرے قصبوں میں بھی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا لیکن وہاں صرف ۲ [؟] اشخاص ہلاک اور زخمی ہوئے اسی سال ۲۶ مئی کو ترکی میں ایک اور زلزلہ آیا۔ اس زلزلے کے جھٹکے شمالی مغربی اناطولیہ میں محسوس کئے گئے۔ اس زلزلہ سے بہت سے اشخاص ہلاک ہوئے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں بدقسمت ایران میں پہلے جون اور جولائی میں اور پھر ماہ دسمبر میں شدید نوعیت کے کئی زلزلے آئے۔ ماہ جولائی میں بحیرہ کیسپین کے جنوب کے علاقہ میں کئی شدید نوعیت کے زلزلے آنے سے قریب اڑھائی ہزار اشخاص ہلاک ہوئے سانگچل کے ممولے سے شہر میں کوئی بھی مکان کھڑا نہ رہ سکا۔ کئی دیہات مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ یا زلزلہ کے نتیجہ میں زمین میں جو شگاف یا گڑھے پیدا ہوئے ان میں دیہات کے دیہات دب گئے۔ عمارتوں کی اینٹوں پتھروں کی وجہ سے سڑکیں اٹ گئیں۔ جس کے نتیجہ میں ریلیف کے کام میں رکاوٹ پڑ گئی۔ بڑی ہندوستان۔ پاکستان۔ عراق اور ترکی کی طرف سے ادویہ اور اشیائے خورد ونوش تیزی کے ساتھ موقعہ پر بھیجی گئیں۔ حکومت امریکہ اور بین الاقوامی ریڈ کراس نے بے گھر شدگان کو تحفہ کے طور پر خیمے بھیجے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء کا زلزلہ شمال مغربی ایران میں کرمان شاہ ہمدان اور سنداج کے شہروں کے درمیان ۲۶ سو مربع میل علاقہ میں آیا۔ اس زلزلہ میں قریب سو سے زیادہ اشخاص ہلاک ہو گئے اور ۲۹ دیہات تباہ ہو گئے۔ فرسانج کے گاؤں کو جو کہ زلزلہ کے مرکز کے نزدیک تھا سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ صرف اسی ایک گاؤں میں ۹۵۰ لاشیں ملبہ سے نکالی گئیں۔ ۱۹۵۷ء میں اواخر جولائی میں جنوبی میکسیکو میں جو زلزلہ آیا۔ اس سے میکسیکو شہر کی بہت سی بلڈنگوں کو نقصان پہنچا تاہم اتلاف جان زیادہ نہ ہوا۔ یہاں قریب ۵۰ اشخاص ہلاک ہوئے۔ اسی سال بیرونی منگولیا کوہ الطائی اور دور افتادہ صحرائے گوبی میں بھی انتہائی شدید نوعیت کا زلزلہ آیا۔ اس قسم کے دور افتادہ علاقہ میں ہلاک شدگان اور لاپتہ ہونے والوں کی تعداد معلوم کرنا مشکل تھا۔ برطانیہ اور امریکہ کی رصدگاہوں نے یہ قرار دیا کہ یہ زلزلہ سان فرانسسکو شہر کے ۱۹۰۶ء کے زلزلہ اور آسام کے ۱۹۵۰ء کے زلزلہ سے شدت کے اعتبار سے کسی بھی طرح کم نہ تھا۔ روس اور منگولیا نے زلزلہ سے متاثرہ علاقہ میں مہماتی ٹیمیں بھیجیں۔ جنہوں نے اس امر پر کافی روشنی ڈالی کہ اس علاقہ میں کس قدر نقصان ہوا۔

روسی اخبار "ازویستیا" نے مہماتی ٹیم کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا کہ زلزلہ کے جھٹکوں نے اس رقبہ کی جغرافیائی کو بالکل ہی تبدیل کر دیا۔

پہاڑ اور دریا ایک جگہ سے سرک کر دوسری جگہ نمودار ہو گئے۔ اس زلزلہ سے کس قدر زیادہ نقصان ہوا ہو گا اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس زلزلے کا مرکزی مقام ۱۷۰ میل لمبا اور ۶۰ فٹ چوڑا تھا۔ مہماتی ٹیم کے ایک ممبر نے زلزلہ کے بعد کی حالت کو جہنم سے تشبیہ دی اور کہا کہ زلزلہ کے بعد گرد و غبار کے گہرے زرد بادل پندرہ سو گز اونچے اٹھ گئے۔ جو کہ تباہی کے مقام سے ۸۰ میل دور سے دیکھے جا سکتے تھے۔ دنیا میں جو بڑے بڑے زلزلے آئے ان میں سے حسب ذیل زلزلے قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں ترکی میں ایک شدید ترین اور انتہائی دہشتناک زلزلہ آیا۔ جس میں ۲۰ ہزار سے زیادہ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ جاپان میں سب سے زیادہ تباہی ۱۹۲۳ء میں ہوئی جبکہ زلزلہ میں ۹۹ ہزار اشخاص ہلاک اور ۴۳ ہزار اشخاص لاپتہ ہوئے۔ ان لاپتہ اشخاص کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ جاپان میں یہی تباہی نازل نہیں ہوئی بلکہ زلزلہ کے بعد سمندر سے جو ابھار [؟] سے ٹوکیو اور یوکوہاما کے شہروں میں تباہی ہوئی۔ ۱۹۰۶ء میں فرانسسکو میں ایک شدید نوعیت کا زلزلہ آیا جس کے بعد ایک خوفناک آگ لگی۔ اس آگ کی وجہ سے سارا شہر تباہ ہو گیا تاہم خوش قسمتی سے اتلاف جان بہت کم ہوا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس زلزلہ اور آگ میں ۴۵۰ اشخاص ہلاک ہوئے

۱۷۶۵ء میں لزبن میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے نہ صرف سارا شہر تباہ ہو گیا بلکہ اندازہ ہے کہ اس سے کم سے کم ۵ ہزار اشخاص لقمہ اجل بن گئے۔ ماہرین کے بیان کے مطابق تاریخ کا سب سے زیادہ تباہ کن اور خوفناک زلزلہ چین کے صوبہ شینسی میں ۱۵۵۶ء میں آیا۔ جس میں ۸ لاکھ سے زیادہ اشخاص ہلاک ہوئے۔ ہندوستان میں بھی زلزلے آتے رہے ہیں۔ اور اسے قدرت کے غیظ و غضب کا شکار ہونا پڑا ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس زلزلہ کی ابھی یاد ہو گی جو ۲۱ جولائی ۱۹۵۶ء میں سوراشٹر کے شہر انجار میں آیا۔ اس شہر کا نام ہندوستان میں بہت کم لوگوں کو معلوم تھا۔ جبکہ ۲۱ جولائی منیجر وار کی رات کو ۹ بجکر ۴۰ منٹ پر آناً فاناً یہاں ایک زلزلہ آیا جب اس قدیم شہر جس کے ارد گرد چار دیواری بنی ہوئی تھی کے لوگوں نے زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے تو خوفزدہ اور دہشت زدہ ہو کر تاریکی میں باہر کی طرف دوڑے۔ زلزلہ کے جھٹکوں کے ساتھ گڑگڑاہٹ کی منحوس آوازیں آئیں جن سے شہر کی ۱۲ ہزار اشخاص کی آبادی اور بھی زیادہ خوفزدہ ہو گئی۔ زلزلہ سے بہت سے اشخاص ہلاک ہوئے اور دس ہزار سے زیادہ اشخاص خانماں برباد ہو گئے۔ جبکہ شہر کے مکانات تاش کے پتوں کے گھروندوں کی طرح نیچے گرنے لگے۔ ریلیف پارٹیاں فوراً موقعہ پر پہنچیں اور انہوں نے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ نہ صرف لوگوں کی مدد کی بلکہ مکانوں میں پھنسے ہوئے مویشیوں کو نکالا۔ انجار میں زلزلہ کے نتیجہ میں حیرت انگیز واقعات دیکھنے میں آئے ان میں سے ایک واقعہ ایک ایسے شخص کا تھا جس کے گھر کے ۷ افراد ہلاک ہو گئے۔ اس سانحہ کے بعد وہ خود پاگل ہو گیا۔ وہ ملبہ کے ڈھیر کو بتاتا کہ اس کا مکان کہاں تعمیر تھا۔ اس کے بعد وہ کہتا "میرا سارا کنبہ یہاں سویا ہوا ہے"۔

پچھلے ۵۰ برس کے دوران میں ہندوستان میں بڑے بڑے خطرناک زلزلے آئے۔ تاہم ۱۹۳۴ء

دنیا کے بڑے بڑے زلزلے

سال	علاقہ یا شہر	ہلاک شدگان کی تعداد
۱۵۵۶ء	چین	۸ لاکھ
۱۷۶۵ء	لزبن	۵ ہزار
۱۹۲۳ء	جاپان	ایک لاکھ ۴۳ ہزار
۱۹۳۴ء	شمالی بہار	۱۰ ہزار
۱۹۳۵ء	کوئٹہ	۲۵ ہزار
۱۹۳۹ء	ترکی	۳ ہزار
۱۹۵۷ء (جولائی)	ایران	اڑھائی ہزار
۱۹۵۷ء (دسمبر)	ایران	۱۲ سو
۱۹۶۰ء	اغادیر	۱۲ ہزار

احمدی جماعت کے مرکز ربوہ میں چند گھنٹے (بقیہ صفحہ اول)

نہ ملنے کی صورت میں مجھے ذہنی کوفت محسوس ہوتی ان سے ملنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ اور لوگوں کو بھی کراچی میں میری موجودگی کا علم ہو گیا۔ جمعہ کے روز کراچی کی احمدیوں کی مسجد میں جب نماز ہو چکی تو ایک احمدی نے دوسرے احمدی سے ذکر کر دیا کہ دیوان سنگھ کراچی میں ہے۔ یہ بات جیت شیخ اعجاز احمد (جو آجکل وہاں غالباً یونائیٹڈ نیشنز کے فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں کسی اعلیٰ عہدہ پر ہیں اور دو ہزار روپیہ کے قریب تنخواہ پاتے ہیں) نے بھی سُن لی۔ انہوں نے پوچھا کہ دیوان سنگھ کہاں ہے تو اطلاع دینے والے نے کہا کہ اس کا اُسے کچھ علم نہیں۔ شیخ اعجاز احمد اور ان کے دو تین دوستوں نے کار میں میری تلاش شروع کی۔ بیس گھنٹہ کے قریب مختلف جگہوں سے دریافت کرتے رہے۔ اور آخر ان کو غالباً مسٹر ظفر احمد (جو پاکستان کے تمام دورہ میں میرے ساتھ تھے) کے گھر سے علم ہوا کہ میں فلاں بلڈنگ میں مقیم ہوں۔ چنانچہ یہ حضرات وہاں پہنچ گئے۔ اور کچھ عرصہ بات چیت کرنے کے بعد انہوں نے خواہش کی کہ میں احمدی جماعت کے ہیڈ کوارٹر میں ان کے ساتھ چائے پیوں۔ میں نے بہت کوشش کی۔ اور بار بار کہا کہ میں دن کے وقت کچھ نہیں کھایا کرتا مگر یہ نہ مانے اور شام کو مسٹر نذیر مجھے اپنی کار میں وہاں لے گئے۔ اس پارٹی میں پاکستان کی مرکزی گورنمنٹ کے ایک درجن کے قریب بڑے بڑے حکام موجود تھے کیونکہ احمدیوں میں آپس میں بہت ہی محبت اور اخلاص ہے۔ چائے کی میز پر مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ اور یہ پُرلطف صحبت ایک گھنٹہ کے قریب جاری رہی۔ اور اس کے بعد میں جتنے روز کراچی میں رہا مسٹر نذیر کی کار میرے لئے وقف رہی۔ اس سے اگلے روز میں اپنے ایک مرحوم احمدی دوست سید انعام اللہ شاہ ایڈیٹر "دور جدید" کے گھر گیا۔ وہاں مرحوم کی بیوی اور ایک لڑکی طلعت موجود تھیں۔ یہ لڑکی ایم۔ اے میں پڑھتی ہے۔ میرا وہاں خلاف توقع پہنچنا ان کے لئے انتہائی حیرانی اور مسرت کا باعث ہوا کیونکہ ان کو علم نہ تھا کہ میں کراچی میں ہوں۔ مرحوم سید انعام اللہ شاہ کی یہ لڑکی بہت ہی ذہین ہے۔ مرحوم کی دو لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ وہ اپنے سسرال میں تھیں اور لڑکا محمود انعام سرکاری ملازم ہے وہ اپنے دفتر تھا۔ یہ ماں بیٹی ایسی مسرت محسوس کر رہی تھیں جیسے ان کو کوئی گمشدہ شے مل گئی ہو۔ مجھے وہاں بیٹھے ابھی دس منٹ ہوئے تھے اور مرحوم انعام اللہ شاہ کے اخلاص اور محبت کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں تو لڑکی طلعت دوسرے کمرہ میں گئی اور وہاں پھلوں کا رس اور خشک اور تازہ پھل پیش کرنے میں مصروف ہو گئی۔ اور یہ تمام سامان ایک چھوٹی میز پر لے آئی۔ میں دن کو کچھ نہیں کھایا کرتا۔ اس روز بلکہ رمضان تھی

اور پہلا روزہ تھا۔ میں نے مذاق کی "تم روزہ داروں کا روزہ توڑنے کے گناہ کی مرتکب اور معاون ہو رہی ہو۔" لڑکی کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ میں نے پھلوں کا رس پی لیا۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر اور باتیں کر کے واپس چلا آیا۔ رات کو جب دوستوں سے ملنے کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو مجھے ظفر صاحب نے بتایا کہ شام کو محمود انعام اپنے گھر پہنچے اور اُن کو میرے آنے کا علم ہوا تو وہ اپنی دونوں بہنوں کے ساتھ قیام گاہ پر ملنے آئے تھے۔ اور یہ بغیر ملے واپس جانا نہ چاہتے تھے۔ مگر ظفر صاحب نے اس ملنے کا وعدہ پر کہ یہ مجھے ان کے مکان پر پھر لائیں گے۔ وہ واپس چلے گئے۔ میں اگلے روز مغرب کے بعد پھر ان کے مکان پر گیا۔ ظفر میرے ساتھ تھے۔ میں نے اطلاع کرنے کے لئے ظفر صاحب کو اوپر بھیجا تو تینوں لڑکیاں اور محمود بھاگ کر نیچے آ گئے۔ یہ مجھے اپنے ساتھ اوپر لے گئے۔ وہاں ایک لڑکی کے شوہر بھی موجود تھے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب دلچسپ باتیں ہوئیں۔ ان لوگوں نے جس اخلاص اور محبت کا سلوک کیا اسے میں زندگی میں کبھی بھول نہ سکوں گا۔

۲۸ اور ۲۹ فروری کو دوستوں سے ملتا رہا اور یکم مارچ کی شام کو چناب ایکسپریس میں ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ کیونکہ یہ ٹرین کراچی سے سیدھی ربوہ جاتی ہے۔ یہ گاڑی شام کے وقت لائل پور پہنچی۔ وہاں گیانی عباد اللہ موجود تھے۔ میں ان کے اور ظفر صاحب کے ہمراہ مغرب کے وقت ربوہ سٹیشن پر پہنچا۔ وہاں دو سو کے قریب طلباء اور دوسرے دوست اور معترف موجود تھے۔ یہ مجمع میرے لئے خلاف توقع تھا۔ کیونکہ میں ایسے مجمع کا عادی نہیں ہوں۔ اور میں تمام زندگی ہی تنہائی میں لطف محسوس کرتا رہا ہوں۔ سٹیشن سے کار میں گیسٹ ہاؤس پہنچا۔ وہاں احمدی جماعت کی کئی اہم شخصیتیں میری منتظر تھیں۔ ان سے ملا۔ ان تمام دوستوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد چند طلباء آ گئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ کل میں ان کے سامنے تقریر کروں میں نے ان سے کہا کہ میں لیڈر کلاس میں سے نہیں ہوں۔ نہ تو کبھی تقریریں سننے جاتا ہوں اور نہ زندگی میں کبھی کوئی تقریر کی۔ اور میں تو صرف ایک جرنلسٹ ہوں۔ مگر آپ لوگوں سے ملنے ان کے کالج ضرور آؤں گا۔ رات کو آرام سے سویا۔ صبح پانچ چھ بجے کے قریب اذان ہوئی میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کبھی ایسی خوش الحانی کے ساتھ اذان نہ سنی تھی۔ چنانچہ میں نے صبح ایک دوست سے یہ دریافت کیا کہ کیا اذان دینے والا عرب تھا یا کوئی اور۔ تو معلوم ہوا کہ مؤذن ربوہ کا ہی ایک پاکستانی ہے۔ تو نے نیک غسل وغیرہ سے فارغ ہوا۔

تو کار آ گئی۔ اور مجھے بتایا گیا کہ مجھے مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں ناشتہ پر جانا ہے۔ اس کار پر اُن کے ہاں گیا۔ وہاں ایک درجن کے قریب احمدی لیڈر موجود تھے اور سب کے سب روزہ میں تھے اور صرف میں ہی روزہ سے محروم تھا۔ ناشتہ کے لئے کئی اقسام کی اشیاء موجود تھیں۔ مگر میں دن کے وقت کچھ نہیں کھایا کرتا۔ صرف ایک پیالی چائے پی۔ یہ لوگ محبت اور اخلاص کے مجسمہ ہیں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ تو میں نے ان سے مذاقاً کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جماعت کے لوگوں نے میرے خلاف ایک سازش کر رکھی ہے۔ اور آپ لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ مجھے بغیر احمدیت کا کلمہ پڑھائے واپس

دہلی نہ جانے دیں گے۔ کیونکہ لاہور اور کراچی میں احمدیوں کی محبت اور اخلاص کا شکار رہا۔ اور اب یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ یہاں باتیں کرنے اور ان کی محبت کا شکار ہونے کے بعد دوستوں کے ساتھ احمدی جماعت کے پیشوا حضرت صاحب کے مکان پر گیا۔ کیونکہ وہاں ساڑھے نو بجے کا وقت ملاقات کے لئے مقرر تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری کے کمرہ میں چند منٹ بیٹھنے کے بعد اوپر کی منزل میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے۔ انہوں نے انتہائی اخلاص اور محبت کے جذبات میں میرے وہاں جانے پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور میں نے کہا کہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں آپ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہاں چند منٹ حاضری دینے کے بعد جب میں زینہ سے اُتر رہا تھا تو ایک صاحب ایک تحفہ لائے جو پیکٹ کی صورت میں تھا۔ اور اس پیکٹ میں ایک رومال۔ جرابوں کا ایک جوڑہ اور عطر کی ایک شیشی تھی۔ یہ تحفہ میجر حبیب اللہ شاہ صاحب کی بھتیجی کی طرف سے مجھے بھجوایا گیا تھا۔ جو میجر صاحب موصوف کے ساتھ میرے دیرینہ اور مخلصانہ مراسم کی بناء پر تھا۔ اس ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ کالجوں میں گئے۔ کیونکہ وہاں طلباء منتظر تھے۔ سب سے پہلے تبلیغی کالج کے ہال میں پہنچے۔ مائیکروفون پر میرا تعارف کرایا گیا۔ جس کے لئے میں نے شکریہ ادا کیا۔ اس کالج میں غیر ممالک میں بھیجنے کیلئے مبلغ تیار کئے جاتے ہیں۔ اور طلباء میں کئی غیر ممالک مثلاً افریقہ اور جرمنی کے نوجوان بھی ہیں۔ جو بے تکلف اردو بول سکتے ہیں۔ ان طلباء نے مختلف قسم کے سوالات شروع کر دیئے مثلاً میں نے اخبار کیوں بند کر دیا۔ کتنے برس اخبار جاری رکھا۔ پاکستان کے متعلق کیا رائے ہے۔ کتنے روز پاکستان میں قیام ہو گا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ ہندوستان میں اردو زبان کا مستقبل کیا ہے

وغیرہ۔ میں ان سوالات کا جواب دیتا رہا تو ایک طالب علم نے مجھ سے سوال کیا کہ "آپ احمدی مذہب کیوں قبول نہیں کرتے" اس سوال کا جواب تو میں نے یہ دیا کہ میں نے اس مسئلہ پر آج تک کبھی غور نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میری تو دعا ہے کہ خدا آپ کو بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں کامیابی نصیب نہ کرے۔ اور اس دعا کی وجہ یہ ہے کہ احمدی جماعت میں جتنے نیک اور مخلص لوگ ملتے ہیں دوسرے کسی مذہب میں نہیں مل سکتے اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس جماعت کا حلقہ محدود ہے اور میں خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ کے طور پر جب اس جماعت کو بھی بہت زیادہ قبولیت نصیب ہو گی تو اس میں بھی بُرے لوگ شامل ہو جائیں گے۔ جیسے دوسرے بڑے مذاہب میں شامل ہیں۔ یعنی زیادہ کھوٹوں کے مقابلہ پر چند سبوت زیادہ قابل قدر ہیں یا دوسری خیال یہ ہے کہ جب میں کسی چھوٹے سے خوبصورت اور معصوم بچہ کو دیکھتا ہوں تو میری خواہش ہوتی ہے کہ یہ بچہ کبھی بھی بڑا نہ ہو کیونکہ بڑا ہونے کی صورت میں یہ اپنے حسن اور اپنی معصومیت سے محروم ہو جائیگا۔ میرے اس جواب کو سن کر تمام لڑکے ہنس پڑے۔ ایک لڑکے نے سوال کیا کہ خالصتان کے متعلق میری کیا رائے ہے تو میں نے جواب دیا کہ جس شخص کے ذہن میں سب سے پہلے خالصتان قائم کرنیکا خیال پیدا ہوا اُسے میں بیسویں صدی کا سب سے بڑا احمق سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میری رائے میں خالصتان قائم ہوا تو سکھوں کا دنیا سے نشان تک مٹ جائیگا۔ اور خالصتان کی اسمبلی کا جو پہلا اجلاس ہو گا اُس اجلاس کے پہلے سیشن ہی اس اسمبلی کے نصف ممبر تو ہسپتال میں پہنچینگے اور نصف حوالاتوں میں کیونکہ سکھوں کی آبادی ساٹھ لاکھ ہے اور خالصتان والے اضلاع نہ تو اپنا خرچ پورا کر سکیں گے۔ نہ ان کے پاس سمندر کا کوئی پورٹ ہو گا۔ ایکسپورٹ اور امپورٹ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اور یہ اضلاع موجودہ ہوائی دور میں شاید ایک جیٹ ہوائی جہاز بھی نہ خرید سکیں۔ ان کے علاوہ لائق اور عاقبت اندیش لیڈروں سے سکھ قطعی محروم ہیں۔

اس تبلیغی کالج کے بعد میں دوسرے کالجوں میں گیا کیونکہ وہاں کے طلباء بھی میرے منتظر تھے۔ یہاں اسی قسم کے سوالات ہوتے رہے اور میں جواب دیتا رہا۔ ایک بجے تک ان کالجوں میں رہا۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد روزنامہ اخبار الفضل کے دفتر میں گیا کیونکہ اپنی صحافتی برادری کی حاضری بھی ضروری تھی۔ ڈیڑھ بجے کے قریب ہم لوگ واپس گیسٹ ہاؤس پہنچے۔ وہاں کھانا تیار تھا۔ میں نے اور ظفر صاحب نے کھانا کھایا کیونکہ انکار کرنا مناسب نہ تھا۔ تین بجے کے قریب ہم لوگ ربوہ سے دارلحکومت کار میں گیانی عباد اللہ کے علاوہ ربوہ کے ایک مسٹر احمدی اور حافظ آباد کے ایک زمیندار احمدی تھے جو مجھے لینے کیلئے خاص طور پر حافظ آباد سے ربوہ آئے تھے۔ راستہ میں بہت دلچسپ باتیں ہوتی رہیں شام کو چھ بجے کے قریب ہم لوگ حافظ آباد پہنچے۔ یہاں دو گھنٹے کے قریب قیام کیا اور پھر بٹیرو کی خاطر بڑی گرانی۔ نو بجے کے قریب ہم گوجرانوالہ پہنچے اور گیارہ بجے ہیڈ فرینڈز ہوٹل چھوڑنے کے بعد گیانی صاحب وغیرہ واپس ربوہ چلے گئے۔

(باقی صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱ دیکھئے)

وصولی لازمی چندہ جات کی رفتار

کو

تیز کرنے کی فوری ضرورت ہے

ہوشیار اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے احیاء دین اسلام کی اہم خدمت جماعت احمدیہ کے سپرد کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جماعت احمدیہ کے اکثر احباب اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

لیکن ہماری جماعت ان دنوں جن غیر معمولی حالات میں سے گزر رہی ہے ان کے پیش نظر ابھی ضرورت ہے کہ ہم قربانی کے معیار کو اور بڑھائیں۔ اور چندوں کی رفتار کو پہلے سے تیز کر دیں۔ کیونکہ جو قوم وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی جدوجہد کو تیز نہیں کرتی وہ اپنے مقصد میں بعد کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ اور مشکلات اور ابتلاؤں کا زمانہ لمبا ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بھی دوستوں سے کہا تھا۔ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔ اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں۔"

ہر شخص جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے۔ کہ وہ ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا۔ اگر اس وعدہ بیعت کا عملی ثبوت دیتے ہوئے جملہ احباب جماعت سلسلہ کی ضروریات کو اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ذمہ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اور پوری شرح کے ساتھ ادا کریں۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری موجودہ آمد میں معقول اضافہ ممکن ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جماعتوں کے عہدیداران اگر سابقہ بقایا جات کی وصولی پر زور دیں۔ اور جو لوگ باوجود کوشش کے نادہندہ ہوں ان کا معاملہ بلا لحاظ دفتر مرکز میں پیش کریں تو اصلاح عمل کی بہتر صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

یہ امر قابل افسوس ہے کہ بعض افراد جماعت باوجود موصی ہونے کے بقایا دار ہیں۔ ایسے دوستوں کو فکر مندی کے ساتھ اپنے ذمہ بقایا کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا داروں کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

موجودہ مالی سال کے گیارہ ماہ گزر رہے ہیں۔ اور اب صرف ایک ماہ باقی ہے لیکن متعدد جماعتیں ابھی ایسی ہیں جن کی طرف سے متوقع بجٹ کے مقابل پر بہت کم وصولی ہوئی ہے۔

تمام جماعتوں کو ہر ماہ ان کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے باقاعدہ اطلاع بھجواتے ہوئے نظارت ہذا کی طرف سے تحریک کی جاتی ہے

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ تمام احباب جماعت۔ عہدہ داران مالی اور صدر صاحبان و مبلغین حضرات اپنی کوششوں کو تیز تر کریں۔ اور اپنی جماعتوں کے ذمہ بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لے کر وصولی میں کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ تا آخر اپریل تک سو فیصدی وصولی ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام دوستوں کو اس کی توفیق بخشے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر کے اس کے وارث بن سکیں۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

بقیہ صفحہ ۱

ربوہ بہت وسیع علاقہ میں تعمیر کیا جا چکا ہے۔ اور صرف دس برس کے عرصہ میں اتنے بڑے قصبہ یا شہر کا آباد ہونا ایک تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ احمدی جماعت کے لوگ عام طور پر غریب یا درمیانہ حیثیت کے ہیں

جو اپنی ذاتی ضروریات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی اپنے فدا ہونے والی قابل قدر سپرٹ کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جماعت کی خدمت کرنا اپنا ایمان اور فرض سمجھتے ہیں۔ اور یہی سپرٹ احمدیت کے مذہبی جھنڈے کو ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ اکثر ممالک میں بلند کرنے کا باعث ہے۔

پروگرام دورہ شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر

شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ سے تبدیل ہو کر سرینگر پہنچ چکے ہیں اور یکم اپریل سے وہ محترم صوبائی امیر صاحب و ماسٹر غلام نبی صاحب منصور بی۔ اے مندرجہ ذیل جماعتوں کا تبلیغی دورہ کریں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

نام جماعت	قیام	روانگی
سرینگر	۲ دن	۲ر اپریل
ہاری پاری گام	۱ "	۳ر "
سندبراری	۱ "	۴ر "
باڑی پورہ	۱ "	۵ر "
چک ابراہیم	۱ "	۶ر "
کھل پورہ	۱ "	۷ر "
شورت	۱ "	۸ر "
ماندوجن	۱ "	۹ر "
آسنور	۱ "	۱۰ر "
رشی نگر	۱ "	۱۱ر "
خوجپان	۱ "	۱۲ر "

موصی احباب توجہ فرمادیں

جیسا کہ احباب کو علم ہے مالی سال کے ختم ہونے میں اب صرف ڈیڑھ ماہ باقی رہ گیا ہے ایسے موصی احباب جن کے ذمہ سال رواں کے بجٹ سے ابھی تک بقایا آمد ہے یا کسی فور گذشتہ بقایا بھی ہے وہ سال ختم ہونے سے پیشتر اپنے بقایا کو ختم کریں۔ اس وقت کئی موصی ایسے بھی ہیں جن کی طرف کافی عرصہ کا بقایا ہے اور ان کو دفتر کی طرف سے آخری نوٹس دیئے گئے ہیں ان دوستوں کو اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ انکی وصایا منسوخ ہو جائیں گی۔ بہت سے موصی ایسے بھی ہیں جن کو دفتر کی طرف سے بھیجے گئے فارم رپورٹ اصل آمد واپس کرنے کے بار بار لکھا جا چکا ہے۔ مگر ابھی تک موصی صاحبان نے اپنی اصل آمد سے دفتر کو اطلاع نہیں دی جس کی وجہ ان کا حساب نامکمل پڑا ہے۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ بلا تاخیر جلد دفتر کی طرف سے دریافت کی گئی معلومات سے مطلع فرمادیں۔ ورنہ دفتر مجبور ہوگا کہ ان کو بھی آخری نوٹس دیکر ان کی وصایا منسوخی کے لئے مجلس کار پرداز میں پیش کردے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

قدرت کا قہر ——— زلزلے

(بقیہ صفحہ ۹)

طور پر مشرقی کے سرحدی قبائلی علاقوں اور کی پہاڑیوں نیز مکمسی پور کے کچھ حصوں میں زیادہ نقصان ہوا۔ ریلوے لائینیں مڑ گئیں۔ اور ان لائنوں نے عجیب و غریب شکلیں اختیار کرلیں۔ بلوچستانی گینڈوں کو جنگلات سے باہر نکلے ہوئے خشک زمین کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتے ہوئے دیکھا گیا بہت سے جانور تیز رفتار دریاؤں میں بہہ گئے

کوئٹہ کا زلزلہ جو ۳۱ رمئی ۱۹۳۵ء کو آیا۔ اتلاف جان کے اعتبار سے نہایت تباہ کن تھا۔ اس زلزلے نے جب پورے غیظ و غضب سے زمین کو جھٹکے دیئے۔ تو ۲۵ ہزار سے زیادہ جانیں تلف ہوئیں زمین اس طرح کانپنے لگی جس طرح کہ ایک جب دھمکنے کی لہر میں کانپتا ہے کوئٹہ کا شہر بالکل تباہ ہو گیا۔ زلزلے کے جھٹکے دس ہزار مربع میل علاقے میں محسوس کئے گئے اگلی صبح کوئٹہ سے ۶۵ میل دور قلات اور کوہ بلوچستان کے درمیان زمین میں بڑے بڑے شگاف دیکھے گئے۔ اور جان

اور جانداروں کو جو نقصان ہوا اس کا اندازہ کروڑوں روپیہ لگایا گیا۔

۱۵ر جنوری ۱۹۳۴ء کو شمالی بہار اور نیپال میں زلزلہ آیا جبکہ دس ہزار سے زیادہ انسان لقمۂ اجل بن گئے۔ مونگھیر مظفر پور اور وادی نیپال میں سب سے زیادہ اتلاف جان ہوا۔ یہ زلزلہ بعد دوپہر آیا۔ زلزلہ کے تین منٹ بعد مونگھیر کا پھیلا ہوا شہر ملبے کا تودہ ہو گیا۔ نیپال میں کھٹمنڈو کو بھی نقصان پہنچا لیکن سب سے زیادہ نقصان کھیتوں میں ہوا۔ بہار کے بعض علاقوں میں نہ صرف عمارتیں تباہ ہو گئیں بلکہ زمین میں لمبے چوڑے شگاف بھی پیدا ہو گئے۔ زلزلے کی وجہ سے ریت بہت زیادہ مقدار میں اٹھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکان۔ بازار اور نالیاں ریت کی موٹی تہہ سے اٹ گئیں بعض دریاؤں کی سطح اونچی ہو گئی اور وہ زلزلے کے بعد زیادہ اونچا ہو بہنے لگے۔ مشرقی نیپال کے پہاڑی علاقوں میں زمین دھنس گئی۔ زلزلہ کا ابتداء اس امر میں پوشیدہ ہے کہ کوئی بھی شخص یہ پیشگوئی نہیں کر سکتا کہ زلزلہ کب وارد ہوگا۔ آج کا انسان ہر سائنس پر

قادیان میں جن سنگھ کا جلسہ اور اس میں احمدیہ جماعت کے خلاف اشتعال انگیزی

قادیان مورخہ ۲۷ مارچ شام کو منڈی میں جن سنگھ کے کرچاریوں کا جلسہ ہوا۔ جس میں مسٹر بیداللہ رام سنگھ کی صدارت میں مسٹری پربھاکر اور مسٹری دریام چند نے تقاریر کیں اور احمدیہ جماعت کے خلاف عوام میں اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی۔ افسوس ہے کہ موجودہ وقت میں جبکہ ہمارا ملک بیرونی خطرات اور اندرونی مشکلات سے دوچار ہے۔ اور ملک میں بسنے والی جملہ اقوام کے کامل اتحاد و یکجہتی اور تعاون کی ضرورت ہے۔ جن سنگھ اور اس قبیل کے بعض لوگ ملکی مفاد کو پس پشت ڈالتے ہوئے فرقہ دارانہ منافرت اور اشتعال پیدا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور یہ لوگ باوجود احمدیہ جماعت کی انتہائی امن پسندی کے آئے دن کوئی نہ کوئی شر انگیزانہ جماعت کے خلاف کھڑا کرتے رہتے ہیں۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان جو ایک باقاعدہ رجسٹرڈ باڈی ہے اور قادیان میں حسب قانون ۱۹۰۶ء سے متواتر قائم ہے۔ اسی کی جن جائیدادوں کی واپسی کے لئے جو خلاف قانون محکمہ کسٹوڈین نے اپنے قبضہ میں لے کر پناہ گزینوں کو الاٹ کر دی تھیں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے قانونی چارہ جوئی کی گئی۔ جوڈیشل تحقیقات کے بعد محکمہ متعلقہ نے صدر انجمن احمدیہ کو غیر نکاسی قرار دے کر اس کی جائیدادوں کی واپسی کی سفارش کی۔ اور بالآخر یہ معاملہ جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند کی خدمت میں پیش ہونے پر انہوں نے مذکورہ جائیدادوں کی واپسی کے لئے آخری احکام جاری کئے۔ اس کے ساتھ ہی احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات جن میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کے مقدس مکانات اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے مقدس مکانات شامل ہیں کے متعلق بھی جناب وزیر اعظم صاحب نے ہدایت جاری کی کہ چونکہ اس مقدس ایریا کے ساتھ جماعت کے مذہبی و روحانی جذبات وابستہ ہیں اور ان مقدس مقامات کی آبادی اور تقدیس کے برقرار رکھنے کے لئے احمدیوں کا اس میں آباد رہنا ضروری ہے لہٰذا اس میں صرف احمدیوں کو آباد رکھا جائے۔ اور دوسروں کو اس میں مداخلت نہ کرنے دی جائے۔ چنانچہ ان ہدایات کی جو بعد تحقیق وزیر اعظم صاحب نے جاری فرمائیں محکمہ آبادکاری کی طرف سے تعمیل کی جا رہی ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو اس کی جائیدادیں واپس کی جا رہی ہیں۔

یہ ایک قانونی اور حقوق کا معاملہ ہے۔ جو محض جلسوں اور پبلک میں اشتعال پیدا کرنے سے حل نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص موجودہ حالات میں جبکہ ملک میں اتحاد و یکجہتی اور قومی اتحاد کی بے حد ضرورت ہے ایسا طریق اختیار کرنا نہایت قبیح اور قابل اعتراض ہے اور ہر بہی خواہ ملک کو ایسے طریقوں سے بچنا چاہئیے۔

احمدیہ جماعت کی طرف سے کبھی کسی پر زیادتی یا ظلم نہیں ہوا۔ ہم اپنے وطن کو محبت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اپنے غیر احمدی بھائیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ جبکہ اگر ہم اپنی طرف سے اپنے جائز حق کو قانونی رنگ میں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو اس پر کسی کو اعتراض یا وجہ اشتعال پیدا نہ ہونی چاہئیے۔

عید الفطر کی تقریب پر دعوت عصرانہ!

قادیان ۲۲ مارچ۔ آج ساڑھے چار بجے عید الفطر کی مبارک تقریب پر قادیان کے سکھ اور ہندو معززین کو جماعت احمدیہ کی طرف سے مہمانخانہ میں دعوت عصرانہ دی گئی جس میں سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان جناب سردار سنت سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول جناب ایس ڈی او صاحب محکمہ بجلی۔ پروفیسر صاحبان سکھ نیشنل کالج۔ ٹھیکیدار کرتار سنگھ صاحب سردار اجیت سنگھ صاحب ڈھینوں صوبیدار ٹھاکر سنگھ سردار سنت سنگھ صاحب سابق ممبر سردار جیت سنگھ صاحب اور سیٹھ بانکے لال صاحب پریذیڈنٹ کانگریس کمیٹی وغیرہم ۲۵ کے قریب معززین شہر شامل ہوئے۔ ان سب کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

اس موقعہ پر سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے سابق وزیر پنجاب کو بھی دعوت نامہ بھجوایا گیا تھا لیکن انہوں نے بوجہ اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت کرنے کے شکریہ سے معذرت کی۔

دعوت کے بعد جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب نے جماعت احمدیہ کا اس تقریب پر دعوت پر شکریہ ادا کیا۔ اور اس بات کا ذکر کیا کہ ایسی مخلوط تقاریب جس میں مختلف مذہب و ملت کے افراد مل کر باہم محبت و پریم سے اکٹھے بیٹھیں امن و اتحاد پیدا ہوتا اور ہمارے ملک کی بہت سی مشکلات اور دقتوں کا حل ہو جاتا ہے۔ احمدیہ جماعت اس معاملہ میں ہمیشہ ہی اچھی مثال قائم کرتی رہی ہے۔ اگر دوسرے لوگ بھی اس نمونہ کو اپنائیں تو ہمارا شہر امن و یگانگت کا گہوارہ بن جائے۔

جماعت کی طرف سے محترم مولوی شریف احمد صاحب فاضل نے اس تقریب میں شمولیت پر مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ تقریب بفضلہ تعالیٰ کامیابی سے انجام پذیر ہوئی۔

قادیان میں سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسہ (بقیہ صفحہ ۲)

آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین ہیں۔ حضور صلعم کا سلوک اپنوں اور غیروں کے لئے سراسر رحمت تھا اور یہی حال حضور صلعم کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے آپ کی زندگی ہزاروں واقعات سے بھرپور ہے۔ جن میں سے چند کے متعلق محترم صاحبزادہ صاحب اپنی تقریر میں روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ حدیث نبوی "خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک اپنے اہل سے بے نظیر تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک بچوں سے نہایت مشفقانہ تھا۔ رشتہ داروں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کے تمام آبائی رشتہ دار مخالف تھے اور وہ حضور کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانے سے نہ چوکتے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ ان سے حسن سلوک سے پیش آتے۔ مقدمہ دیوار کے موقعہ پر جب کہ آپ کی جماعت کو ایک لمبا عرصہ تکالیف اٹھانے کے بعد دیوار کے گرائے جانے کا حکم ہوا۔ تو اگرچہ آپ اپنے مخالفین سے ہرجانہ وصول کر سکتے تھے مگر آپ نے ان کو معاف فرما دیا۔

اپنے متبعین کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا سلوک نہایت ہی محبت آمیز تھا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جبکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادیان سے رخصت ہونے کے وقت جلدی میں کھانے کے لئے کوئی کپڑا نہ مل سکا۔ تو حضور نے اپنا عمامہ مبارک پھاڑ کر دیدیا۔ اسی طرح حضور اپنے مہمانوں کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کے لئے بٹالہ۔ گورداسپور اور امرتسر آدمی بھجوا دیا کرتے تھے۔

غیروں کے ساتھ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل سے کنان قادیان کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے موخر الذکر جب سل کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہونے پر حضور نے ان کی شفایابی کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک لمبی اور صحت والی عمر عطا فرمائی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام کو بیکس کرنے اور ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھنے کا ذکر فرمایا اور تقریر کے آخر میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی روایت کا تفصیل سے ذکر فرمایا کہ جب حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ قرض سے پریشان ہوئے تو حضرت مسیح موعود کی دعا کے طفیل باوجود مخالف حالات کے قرض سے نجات عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مالی مشکلات کے حل کے لئے اور طاعون وغیرہ سے نجات پانے کے لئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے وظیفہ کی تلقین فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں حضرت مولانا صاحب موصوف اور دیگر احباب کو اللہ تعالیٰ نے مشکلات اور امراض سے نجات عطا فرمائی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت صاحبزادہ صاحب کی پُرمغز تقریر کے بعد محمد عمر صاحب مالاباری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ملفوظات پڑھ کر سنائے جس میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی تھی۔ ہمدردی کا اصل محرک اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔ جسے آپ نے ایک اصول بنا کر قرار دیا۔ جس کے حصول کے لئے ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئیے۔ اسی کی ترغیب دیتے ہوئے ایک جگہ حضور فرماتے ہیں کہ اسے کھڑا ہوا اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔

اسی طرح تزکیہ نفس جماعت کے لئے بشارات اور نصائح کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روح پرور ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

صدارتی تقریر

آخر میں صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں اور لیکچر لاہور کا ایک اقتباس پڑھ کر اس کی تشریح کی اور مثالوں سے اس کی وضاحت کی۔

اور آخر میں جملہ سامعین کو حضور علیہ السلام کی پاک تعلیم پر عمل پیرا ہونے اور آپ کی نصائح کو اپنے لئے لائحہ عمل بنانے کی تلقین کی۔

اس کے بعد پُرسوز اجتماعی دعا ہوئی اور یہ بابرکت جلسہ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جماعت کو منارہ کے آٹھوں لیمپ اس خوشی میں روشن کئے گئے۔ (مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر ایم اے گیانی قادیان)